جلد ۱۱ | نبوت ۱۳۴۹ ھش | شمارہ ۱۱

نومبر ۱۹۷۰ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

نبوت ۱۳۴۹ھش

(رمضان ۱۳۹۰ ہجری - نومبر ۷۰ ۱۹ء)

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ چھ روپے، فی پرچہ: ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

ناشر: . . . . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت . . . . . . دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۱۱ | ماہنامہ اَنْصَارُ اللّٰہ ربوہ | شمارہ ۱۱
نبوّت ۱۳۴۹ھ

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ بلند کرنے والوں کا مقدّس و بابرکت اجتماع

اخلاص و وفا، قربانی و ایثار اور خدمت و فدائیت کا انتہائی خوشکن مظاہرہ

اللہ تعالےٰ نے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محی الدین ویقیم الشریعۃ کا مصداق بنا کر مبعوث فرمایا اور کل دنیا میں اسلام کے غلبہ کو آپؑ کی بعثت کا مقصد ٹھہرایا وہاں اپنے وعدہ کے مطابق اس نے آپؑ کو ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا فرمائی۔ تا یہ جماعت اپنی بے مثال جانی و مالی قربانیوں اور للّٰہیت و فدائیت کے انتہائی قابلِ ستائش نمونے کے ذریعہ اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کا نہایت مؤثر وسیلہ ثابت ہو چنانچہ ایسی مخلص و فدائی اور وفادار جماعت عطا ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار۔

حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور

اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو.... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے آپؐ کی خاطر ہر طرح کا دُکھ اٹھانا سہل سمجھا۔ یہاں تک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا۔ اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے۔ اور بالآخر آپؐ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے ان کو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے۔ اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد اوّل ص۳۳۶، ۳۳۷)

اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسی جماعت کا عطا ہونا اور پھر اس جماعت کا آپؑ کی قوتِ قدسیہ اور باطنی جذب و کشش کے زیر اثر اخلاص و وفا، قربانی و ایثار اور خدمت و فدائیت میں ترقی کرتے چلے جانا آپؑ کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اِس جماعت کو غلبۂ اسلام کے لئے چُننے اور منتخب فرمانے کے بعد اس امر کا بھی خاص اہتمام فرمایا کہ یہ جماعت آپؑ کے وصال کے بعد بھی اخلاص و وفا، قربانی و ایثار اور خدمت و فدائیت میں ترقی کرتی چلی جائے۔ تا اس کی مجاہدانہ کوششوں اور قربانیوں کے نتیجہ میں اسلام دنیا میں پھیلتا اور غالب آتا چلا جائے۔ وہ خصوصی اہتمام کیا ہے؟ وہ ہے جماعت میں خلافت کے آسمانی نظام کا قیام اور تا قیامت اس کے بقا و استحکام کی بشارت۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے جس کے اغیار بھی معترف ہیں کہ یہ جماعت اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے اخلاص و وفا، قربانی و ایثار اور خدمت و فدائیت میں برابر ترقی کرتی چلی آرہی ہے اور خدائی مقدرات کے ماتحت یہ اس جماعت کے جذبہ و جوش اور ولولۂ عشق ہی کا نتیجہ ہے کہ اسلام کو دنیا میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی نصیب ہو رہی ہے اور مشرق و مغرب میں اس کا قدم بحمد للہ تعالےٰ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

یوں تو کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا جس میں یہ امر ایک نئی شان کے ساتھ دنیا پر آشکار نہ ہوتا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت اخلاص و وفا، قربانی و ایثار اور خدمت و فدائیت میں برابر ترقی کرتی چلی آرہی ہے۔ تاہم اس کا ایک تازہ ترین ثبوت حال ہی میں اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر بھی منصۂ شہود پر آیا۔ اور اس شان سے آیا کہ کسی کو اس سے انکار کی مجال نہیں ہو سکتی۔ فی الوقت سطور ذیل میں اسی تازہ ثبوت پر ہی روشنی ڈالنا ہمارے پیشِ نظر ہے۔

یوں تو مجالسِ انصار اللہ کے اراکین اپنے سالانہ اجتماع میں شرکت کی سعادت سے بہرہ یاب ہونے کے لئے ہر سال ہی دیوانہ وار مرکز میں کھنچے چلے آتے ہیں۔ کیونکہ جو شخص بھی ایک دفعہ اس میں شرکت کی سعادت سے بہرہ یاب ہو کر

اس کی انقلاب انگیز روحانی تاثیرات سے مستفیض ہو جاتا ہے۔ وہ پھر اس میں سال بہ سال شریک ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا پھر وہ ہر سال آتے بھی ہیں گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تعداد میں۔ تاہم گزشتہ سال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جملہ ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کی بے اندازہ افادیت کے پیش نظر یہ محسوس فرمایا کہ ان اجتماعات میں شرکت کرنے والی مجالس اور ان کے نمائندگان کی تعداد میں سال بہ سال اضافہ کے باوجود ابھی بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن کی مجالس کے نمائندے ان اجتماعات میں شریک ہو کر ان کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہونے سے محروم چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ حضور نے اس بارہ میں خصوصی ہدایات جاری فرمائیں کہ آئندہ ان اجتماعات میں ہر جماعت کے نمائندے ضرور شریک ہونے چاہئیں۔ یعنی کوئی ایک جماعت بھی ایسی نہیں رہنی چاہیئے۔ جس کا نمائندہ ان اجتماعات میں شریک نہ ہو۔ چنانچہ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا :-

"تمام جماعتوں کے نمائندے لجنہ اور ناصرات نیز خدام الاحمدیہ اور اطفال اور اسی طرح انصاراللہ کے اجتماعات میں ضرور شامل ہوں۔ اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے ...... میں انشاء اللہ نگرانی کروں گا کہ ہر جماعت کی نمائندگی ضرور ہو ...... خواہ ایک ہی آسکے اگر چھوٹی جماعت ہے لیکن شامل ضرور ہونا چاہیئے۔"

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ مخلص و فدائی اور ایثار پیشہ وفاشعار جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی۔ اور جو خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے اپنے اخلاص ووفا اور قربانی و ایثار کے جذبہ میں ترقی کرتی چلی آرہی تھی اس کے افراد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اس ہدایت پر دل و جان سے عمل پیرا ہوتے ہوئے لبیک یا امیر المومنین لبیک کہتے ہوئے اپنے اپنے اجتماعات میں پہلے سے کہیں بڑھ کر تعداد میں شریک نہ ہوتے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ نیز انصاراللہ کے اجتماعات میں شرکت کرنے والیاں اور شرکت کرنے والے امسال اس قدر زیادہ تعداد میں آئے کہ انہوں نے تمام پچھلے سالوں کے ریکارڈ مات کر دکھائے چنانچہ شرکت کرنے والی لجنات اور مجالس کی تعداد میں امسال نہ صرف معتدبہ بلکہ نہایت درجہ غیر معمولی اضافہ ہوا۔ اس طرح یہ حقیقت دنیا پر آشکارا ہوئے بغیر نہ رہی کہ فی الواقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ مخلص و وفادار جماعت میں اسی ۸۰ سال گزرنے کے بعد بھی اتنا صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ کہ ان کے آقا کی طرف سے کسی امر کے متعلق اشارہ ہونے کی دیر ہوتی ہے کہ وہ تعمیل کے لئے فوراً ہی تیار ہو جاتے ہیں۔

امسال انصاراللہ کے پندرھویں سالانہ اجتماع میں جو دعاؤں، ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کی مخصوص روایات کے ساتھ روحانیت سے معمور فضا میں ۲۳-۲۴-۲۵ اخاء کو ربوہ کی مقدس سرزمین میں ہوا مشرقی اور مغربی پاکستان کی ۴۶۵ مجالس انصاراللہ کے ۹۲۵ نمائندگان، ۱۲۷۵ اراکین اور ۲۱۵۶ زائرین نے شرکت کی سعادت حاصل کی جبکہ

گزشتہ سال ۳۴۱ مجالس کے ۷۴۰ نمائندگان، ۱۵۸۰ اراکین اور ۲۰۶۰ زائرین شریک ہوئے تھے اِس طرح شرکت کرنے والی مجالس کی تعداد میں ۱۲۴ مجالس کا اضافہ ہوا۔ ایک ہی سال میں یکدم سوا سو مجالس کا اضافہ کوئی معمولی اضافہ نہیں ہے۔ یہ بحمدللہ تعالیٰ ایسا خوشکن اضافہ ہے کہ اس کے تصور سے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس غیر معمولی اضافہ کے ذریعہ انصار اللہ کو ایک رنگ میں اپنے عمل سے اس امر کا ثبوت بہم پہنچانے کی توفیق ملی ہے کہ وہ محض نام کے اعتبار سے نہیں بلکہ اپنے کام اور عمل کے لحاظ سے انصار اللہ ہیں اور مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخلص اور وفادار جماعت کے افراد ہونے کے باعث نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا حقیقی نعرہ بلند کرنے کی اہلیت اور عملی سعادت سے بہرہ یاب ہیں۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

ہم جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے اس لئے کہ انصار اللہ کا یہ پندرھواں اجتماع بھی غیر معمولی تائید و نصرتِ الٰہی کا مورد ثابت ہوکر اپنے مقصد کے اعتبار سے نہایت درجہ کامیاب ثابت ہوا۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کی بناء پر اپنے اس للّٰہی اور مقدس و بابرکت اجتماع کی عظیم الشان برکات اور انقلاب انگیز تاثیرات کے طفیل حاصل ہونے والی نئی حیات کا ذکر کرتے ہوئے گزشتہ شمارہ میں لکھا تھا:۔

"ہمارے لئے جنہیں بفضلہ تعالیٰ اس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ جلیل القدر فرزند اور اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان مامور کی پکار "مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ" پر لبیک کہتے ہوئے "نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ" کا نعرہ لگانے کی غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ آج پھر مرکزِ سلسلہ کی طرف سے بلند ہونے والی آواز پر لبیک کہنے اور دیوانہ وار مرکز میں آ جمع ہونے کا اجتماع انصار اللہ کی شکل میں ایک انمول موقعہ پیدا ہو رہا ہے .... یہ وہی مقدس و مبارک للّٰہی اجتماع ہے جس میں ہمیں دین سیکھنے، موجودہ وقت میں ضروریاتِ دین سے آگاہ ہونے، جس قسم کی قربانیوں کی آج ضرورت ہے ان سے باخبر ہونے، دنیا میں دین کی سربلندی کے لئے امام وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جن کاموں اور منصوبوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہمیں بلا رہے ہیں ان کی حکمت سے آگاہی حاصل کرنے نیز خود حضور ایدہ اللہ کے جاں بخش اور روح پرور ارشادات اور حضور کی قوتِ قدسیہ سے فیضیاب ہوکر ایک نئی روحانی حیات سے ہمکنار ہونے کا ایک انمول موقعہ میسر آئے گا۔ تین دن اور ان کی درمیانی راتوں میں ہر آن ذکرِ الٰہی میں مصروف رہ کر آسمان سے نزول ملائکہ کا مشاہدہ کرنے اور ان کے نزول کی

انقلاب انگیز تاثیرات خود اپنے وجودوں میں محسوس کرنے اور اس طرح قرب الٰہی کی منازل طے کرنے کی غیر معمولی سعادت نصیب ہوگی انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق ؟

(ماہنامہ انصار اللہ بابت اکتوبر ۱۹۷۰ء مث)

الحمد للہ ثم الحمد للہ ہمارے قادر وعزیز اور ارحم الراحمین خدا نے ہمارے پندرھویں سالانہ اجتماع کو بھی جملہ سابقہ اجتماعوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اپنی عظیم الشان برکتوں، رحمتوں، اور فضلوں سے نوازا حتیٰ کہ ہماری یہ سب توقعات پہلے سے بھی بڑھ کر شان کے ساتھ پوری ہوئیں اور ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنیں۔ جہاں ہمارے انصار بھائیوں کو امسال پہلے سے بھی بڑھ کر شان کے ساتھ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ کے جواب میں نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے اور اپنے عمل سے اپنے انصار اللہ ہونے کا ثبوت بہم پہنچانے کی غیر معمولی توفیق مل رہا وہ اپنے اس اجتماع کی انقلاب انگیز تاثیرات کے طفیل پہلے سے بھی بڑھ کر شان کے ساتھ ایک نئی روحانی حیات سے ہمکنار ہونے کی سعادت سے بہرہ یاب ہوئے چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی اور اختتامی خطابات اس درجہ روح پرور، وجد آفریں اور ولولہ انگیز تھے کہ ہزاروں ہزار سامعین ان کی انقلاب انگیز تاثیر کے ماتحت فرط مسرت سے جھوم اٹھے اور ایک عجیب سحور کن کیفیت کے زیر اثر وہ گھنٹوں یہ سرمدی نغمے سنتے اور سر دھنتے رہے۔ ان دونوں روح پرور اور بصیرت افروز خطابات میں جو مجموعی طور پر قریباً پونے تین گھنٹے تک جاری رہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کے عظیم الشان خدائی وعدوں کا ذکر فرما کر ان کے بعض ایسے عملی تقاضوں کی طرف توجہ دلائی جن کا تعلق ان بنیادی اوصاف سے ہے جن سے نہ صرف ہر احمدی کا متصف ہونا ضروری ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر آئندہ نسل ان بنیادی اوصاف سے متصف ہوتی چلی جائے تا آنکہ اسلام دنیا بھر میں پورے طور پر غالب آجائے۔

افتتاحی تقریر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں واضح فرمایا کہ خدائی وعدوں کا مورد بننے کے لئے پختہ اور ہمہ گیر ایمان سے مالا مال ہونا ضروری ہے۔ ایمان کی پختگی اور ہمہ گیری اس امر کی متقاضی ہے کہ (۱) ایمان میں کسی قسم کی دنیوی ملونی نہ ہو (۲) وہ ہر قسم کے نفاق سے پاک ہو۔ (۳) وہ کسی قسم کی بزدلی سے آلودہ نہ ہو۔ اور (۴) وہ اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہ ہو۔ حضور نے واضح فرمایا کہ جب ان چاروں بنیادی اوصاف کے نتیجہ میں پختہ اور ہمہ گیر ایمان انسان کو میسر آجاتا ہے تو اس کے نتیجہ میں قدم صدق انسان کو عطا ہوتا ہے۔ قدم صدق ایک مخصوص قرآنی اصطلاح ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ ہر قسم کی ظاہری اور باطنی صفائی اور پاکیزگی انسان کو میسر آجاتی ہے یعنی اس کی روح آئینہ کی طرح صیقل ہو کر اس قابل ہو جاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات منعکس ہوں۔ اور وہ اپنے دائرہ استعداد میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا

مظہر بن جائے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا روح پرور اور بصیرت افروز اختتامی خطاب افتتاحی خطاب کے تسلسل میں ہی ارشاد فرمایا۔ حضور نے اس امر پر بہت ہی پُرمعارف اور بصیرت افروز پیرائے میں تفصیل سے روشنی ڈالی کہ قدم صدق یا بالفاظ دیگر ظاہری و باطنی صفائی کی کیا علامتیں ہیں اور ان سے ہر احمدی ہی نہیں بلکہ احمدیوں کی ہر آئندہ نسل کا متصف ہونا کیوں ضروری ہے؟ حضور نے قرآن مجید کی آیات اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرمعارف ارشادات کی روشنی میں واضح فرمایا کہ جس انسان کو پختہ اور رچا ہوا گہرا ایمان نصیب ہونے کے نتیجہ میں ظاہری اور باطنی صفائی میسر آجاتی ہے تو خدا تعالیٰ اس کے طیب و شیریں اثمار کے طور پر اپنے ایسے بندے کو دو عظیم الشان انعاموں سے نوازتا ہے ان میں سے ایک انعام تو ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کی برکت سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف اور دوسرا انعام ہے ایسے مومن بندے کے ذریعہ فوق العادت نشانوں کا ظہور۔ حضور نے آخر میں واضح فرمایا کہ احباب جماعت کا جن کے کندھوں پر اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے یہ فرض ہے کہ وہ خلافت کے آسمانی نظام کے ساتھ دلی طور پر وابستہ رہتے ہوئے پختہ اور رچے ہوئے گہرے ایمان پر ہمیشہ قائم رہیں۔ اور اس ذریعہ ظاہری اور باطنی پاکیزگی حاصل کریں کہ خدا تعالیٰ انہیں اپنی ہمکلامی اور فوق العادت نشانوں کے ظہور سے ہمیشہ ہی نوازتا رہے۔ پھر احباب جماعت کا اور احباب جماعت میں سے بھی بالخصوص انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ خود بھی ان ہر دو عظیم الشان انعاموں کے وارث نہ بنیں بلکہ ان کی آئندہ نسلیں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کی برکت سے ان انعاموں کی وارث بنتی چلی جائیں یہاں تک کہ اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے۔ حضور نے فرمایا ہم میں سے ہر شخص کو ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہنا چاہیئے کہ وہ اور اس کی آئندہ نسلیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے نتیجہ میں افاضۂ محمدی کی وارث بنی رہیں تا خدا تعالیٰ ہمیشہ ہی ہمیں بھی اور ہماری نسلوں کو بھی اپنی ہمکلامی کے شرف اور فوق العادت نشانوں کے ظہور سے نوازتا رہے۔ حضور نے انصار اللہ پر نہایت پُرزور الفاظ میں واضح فرمایا کہ ہمارا اوّلین فرض یہ ہے کہ ہم دنیا اور اس کی رنگینیوں کی طرف جو ان ہر دو عظیم الشان خدائی انعاموں کے بالمقابل ثمن قلیل کی حیثیت رکھتی ہیں کبھی راغب نہ ہوں اور خدا تعالیٰ کے اس حکم پر فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِیْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (المائدہ آیت ۴۵) سختی سے کاربند رہیں۔

حضور ایدہ اللہ کے ہر دو افتتاحی اور اختتامی خطابات نے احباب پر ہمہ وقت ایک وجد کی کیفیت طاری رکھی اور ان کے دوران انہیں علوم و معارف اور حقائق و دقائق سے اپنی جھولیاں بھرنے کے انمول مواقع میسر آئے۔ اور اس طرح وہ موجودہ وقت میں ضروریاتِ دین سے آگاہ ہو کر اور حضور کے جاں بخش اور روح پرور ارشادات اور حضور کی قوتِ قدسیہ سے فیضیاب ہو کر ایک نئی روحانی حیات سے ہمکنار ہوئے بغیر نہ رہے۔ اور یہی اس اجتماع کی ایک

بنیادی غرض تھی جو اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں بڑی شان کے ساتھ بہ تمام و کمال پوری ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک

پھر اجتماع کی ایک اور برکت کے طور پر اجتماع میں شریک ہزاروں احباب اختتامی اجلاس منعقدہ ۲۵ اخاء میں محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے ایک نہایت ایمان افروز اور پُر اثر خطاب سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے اپنے اس خطاب میں انصار کو یہ باور کرایا کہ غلبۂ اسلام کے لئے جو قربانیاں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے کیں، ایسی ہی قربانیاں اپنے رب کے حضور پیش کرنے کے بعد ہم یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت ہر لحظہ و ہر آن ہمارے شاملِ حال رہے گی۔ اور قومی ترقی کے دروازے ہم پر کھولے جائیں گے اور اسلام اسی طرح پوری دنیا میں ہمیشہ ہمیش کے لئے غالب آجائے گا۔ اپنے اس نہایت ہی پُر مغز اور پُر اثر خطاب کے دوران جب حضرت صدر محترم نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدسی صفات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے نظیر مالی و جانی قربانیوں کے نہایت ایمان افروز واقعات کسی قدر تفصیل سے بیان فرمائے تو ہزاروں ہزار سامعین پر وجد کی سی کیفیت طاری ہونے بغیر نہ رہی۔ اور وہ ان بے نظیر قربانیوں کے اذکار مقدس اور تذکرۂ جمیل پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کے لئے محبت و عقیدت اور نہایت درجہ احترام کے جذبات سے مملو ہو کر ایک ناقابلِ بیان روحانی کیف و سرور کے عالم میں بے اختیار جھوم اٹھے۔ اخلاص و وفا، قربانی و ایثار اور خدمت و فدائیت کا یہ روح پرور تذکرہ خود ان کے لئے مہمیز ثابت ہوا اور ان کے اپنے اخلاص و وفا، قربانی و ایثار اور خدمت و فدائیت کو فزوں سے فزوں تر کرنے کا موجب بنا (حضرت صدر محترم کے اس اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے خطاب کا مکمل متن اسی شمارہ میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے)

مزید برآں ۲۴ اخاء کو اجتماع کے اجلاس ششم میں جو ۸ بجے شب منعقد ہوا حضرت صدر محترم نے کارکردگی کے اعتبار سے امتیاز حاصل کرنے والے ناظمین و زعماء اضلاع کو اسنادِ خوشنودی عطا فرمائیں۔ نیز انصار اللہ کے سہ ماہی امتحانات میں اوّل، دوم، سوم قرار پانے والے احباب اور اجتماع کے موقعہ پر منعقد ہونے والے تقریری مقابلوں اور ورزشی مقابلوں میں امتیاز حاصل کرنے والے احباب اور ٹیموں میں انعامات تقسیم فرمائے (ان احباب اور ٹیموں کے اسماء اس شمارہ میں علیحدہ شائع کئے جا رہے ہیں)

۲۴ اخاء کی رات کو اجتماع کے اجلاس ششم کے اختتام پر ہزاروں ہزار انصار کو ایک اور بہت ایمان افروز پروگرام میں حصہ لینے کا موقعہ ملا۔ یہ پروگرام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے

غیر معمولی برکتوں اور فتح و ظفر کے آئینہ دار الٰہی سفر مغربی افریقہ سے متعلق بعض سلائڈز کی نمائش پر مشتمل تھا۔ یہ سلائڈز محترم چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریک جدید نے میجک لینٹرن کے ذریعہ دکھائے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے پرائیویٹ سیکرٹری مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے (جنہیں اس تاریخی سفر میں حضور ایدہ اللہ کی ہمراہی کا خصوصی شرف حاصل ہوا تھا) ہر تصویر کے متعلق ساتھ کے ساتھ واضح فرمایا کہ یہ کس موقعہ کی تصویر ہے۔ احباب نے یہ تصاویر جو اس تاریخی سفر میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہونے والی غیر معمولی برکتوں اور فتح و ظفر کی آئینہ دار تھیں بہت ذوق و شوق کے ساتھ دیکھیں۔ یہ پروگرام بھی احباب کے لئے از حد ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا اور انہوں نے ذوق و شوق اور ولولۂ عشق کے عالم میں اس سے خوب حظ اٹھایا اور یہ روحانی کیف و سرور کو فزوں سے فزوں تر کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوا۔

امسال بھی اجتماع کے موقعہ پر دعاؤں، ذکرِ الٰہی، پنجگانہ باجماعت نمازوں نیز رات کی خاموش اور پُرسکون گھڑیوں میں باجماعت نماز تہجد کے دوران اللہ تعالےٰ کے حضور گریہ و زاری کے انمول مواقع کے علاوہ احباب کو سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ذکرِ حبیب علیہ السلام کی ان دو پُرکیف مجالس میں شریک ہونے اور ان کی انقلاب انگیز تاثیر سے فیض یاب ہونے کی توفیق ملی جو ۲۴ اور ۲۵ اخاء کو نماز تہجد اور پھر نماز فجر ادا کرنے کے بعد منعقد ہوئیں ۲۴ اخاء کی مجلس میں بعض علماء اور دیگر احباب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر آنحضورؐ کے اللہ تعالےٰ کی چار بنیادی صفات ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کے مظہرِ کامل ہونے کی حیثیت سے سلسلہ وار تقاریر فرمائیں وجہ تخلیق کائنات فخر موجودات حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک خاص نقطۂ نگاہ سے کی جانے والی ان تقاریر کے دوران سامعین پر جن کے دل نماز تہجد کے دوران اللہ تعالےٰ کے حضور گریہ و زاری کی وجہ سے پہلے ہی گداز حالت میں تھے۔ عجیب وجد اور وارفتگی کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ عشقِ رسولؐ ایک طرف مقررین کی زبانوں سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا۔ اور دوسری طرف سامعین کے دلوں میں اُمڈ آنے والے جذباتِ عشق کو زبانِ حال آشکار کئے دے رہی تھی۔ سارے ہی احباب ہمہ تن گوش ہو کر سیرت طیبہ کے اِن اذکارِ مقدسہ کو سننے میں ایسے محو تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی اَور عالَم میں پہنچے ہوئے ہیں سب کی ہی آنکھیں نمناک اور زبانیں حمد و ثنا اور درود و سلام کے ورد سے تر تھیں۔ آنکھیں نمناک اور زبانیں تر کیوں نہ ہوتیں جبکہ ذکر تھا اللہ تعالےٰ کی اس محبوب ترین ہستی کی سیرت کا جسے خدا نے خود نوعِ انسان کے لئے قیامت تک کے واسطے یہ اعلان کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

پھر ۲۵ اخاء کو علی الصبح نماز تہجد اور نماز فجر کے معاً بعد منعقد ہونے والی ذکرِ حبیب علیہ السلام کی

پُرکیف مجلس اپنے اثر و جذب اور اپنی انقلاب انگیز تاثیر کے لحاظ سے کچھ کم ایمان افروز اور کم رُوح پرور نہ تھی۔ اِس مجلس میں ہزاروں افراد نے سیدالمرسلین خاتم النبیین حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل امامِ آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے اذکارِ مقدس کو خود حضور علیہ السلام کے صحابہ کی زبانی محبت و عقیدت کے بے پناہ جذبات کے زیر اثر اس حال میں سنا کہ ان پر محویت کا ایک خاص عالم طاری تھا اور وہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ آنحضور کے اس فرزند جلیل پر بھی (جس کے ہاتھوں خدائی وعدوں کے عین مطابق اِس آخری زمانہ میں اسلام کا از سرِ نو احیاء ہوا، شریعت کا قیام عمل میں آیا اور دنیا بھر میں غلبۂ اسلام کی ایک عظیم الشان مہم جاری ہوئی) درود بھیجنے میں مصروف تھے۔ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حکیم دین محمد صاحب نے اپنے چشم دید واقعات پر مشتمل بعض ایمان افروز روایات سنائیں۔ پھر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائق صد احترام صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی (جو شعائر اللہ میں سے ہیں اور آیت اللہ کا درجہ رکھتی ہیں) کا "ذکرِ حبیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے موضوع پر وہ رُوح پرور مضمون پڑھ کر سنایا جو حضرت سیدہ موصوفہ نے حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ مد ظلہا صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی درخواست لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کے لئے رقم فرمایا تھا اور جو ۲۲ اخاء کے الفضل میں شائع ہو چکا تھا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اس سے ایک روز قبل ۲۴ اخاء کو احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک قدیمی مخلص اور بزرگ صحابی حضرت مولوی محمد الدین صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ کی زبانی بھی "ذکرِ حبیب" کے موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک کے بعض نہایت ایمان افروز واقعات اور روایات سُن چکے تھے۔ اس کے بعد ۲۵ اخاء کو علی الصبح نماز فجر کے معاً بعد حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارک اور حضور کی سیرت طیبہ کا حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا کے دل موہ لینے والے اچھوتے انداز میں لکھا ہوا یہ تذکرۂ جمیل اس قدر اثر انگیز ثابت ہوا کہ وہ بے اختیار ہو کر فرطِ مسرت سے جھوم اُٹھے۔

سیدالمرسلین خاتم النبیین حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آنحضور کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کا یہ دونوں مجالس ذوق و شوق اور جذبۂ عشق سے سرشار ہزاروں ہزار سامعین کے دلوں میں خدمت اسلام کا ایک نیا جوش اور نیا جذبہ پیدا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو بہ تمام و کمال پورا کرنے کے نئے عزائم کو بیدار کرنے کا موجب بنیں۔ احباب اِن ہر دو مجالس کے برخاست ہونے پر اس حال میں وہاں سے اٹھے کہ وہ روحانی سیری اور سیرابی کی ناقابلِ بیان لذتوں میں

کھوئے ہوئے تھے :-

سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ذکرِ حبیب کی ان دو پُرکیف مجالس کے علاوہ اجتماع کے باقی چھ اجلاسوں میں بھی احباب کے لئے سیری اور سیرابی کا کچھ کم سامان نہ تھا۔ جہاں وہ بعض مخصوص تربیتی موضوعات، پر قرآن مجید احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف درسوں سے مستفیض ہوئے وہاں انہیں نہایت درجہ اہم علمی اور تربیتی موضوعات پر علمائے سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر سے فیضیاب ہونے کا بھی موقعہ ملا۔ ایک خاص نظم کے تحت تین دن کے دوران آٹھ مختلف اجلاسوں پر پھیلا ہوا تقاریر کا یہ سلسلہ احباب کے لئے بہت ازدیادِ علم اور ازدیادِ ایمان ویقین کا موجب ثابت ہوا۔ جن موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ ان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پیدا ہونے والا روحانی انقلاب، سلسلہ احمدیہ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے، جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے، مغربی افریقہ میں اخلاص و وفا کے پیکر، وقت کے تقاضے "كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ"۔ فتوحات اور خطرات، دلی صدق وصفا کی ضرورت، خلافتِ احمدیہ کی تاریخ پر ایک نظر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ خدمتِ دین، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فدائیت، نماز باجماعت کی اہمیت، سچائی کا بلند معیار اور جماعت احمدیہ، معاملات میں صفائی۔ انصار اور تربیتِ اولاد کی اہمیت، خلافت اور مجددیت، بیعت کے تقاضے جماعتِ مومنین میں انقطاع الی اللہ للّٰہیت اور فدائیت کا شدید جذبہ، خلافتِ ثالثہ کے موجودہ دور میں ہماری ذمہ داریاں وغیرہ موضوعات شامل تھے۔ علمائے کرام کی یہ تقاریر اپنی جگہ ایک روحانی مائدہ کی حیثیت رکھتی تھیں۔ احباب اجتماع کے ایام میں لمحہ بہ لمحہ نہایت درجہ لذیذ اور فرحت بخش روحانی غذاؤں سے متمتع ہوتے اور روحانی کیف وسرور اور خوشی ومسرت سے معمور ہوتے چلے گئے۔ ان کی اس کیفیت کا اندازہ ایک واجب الاحترام بزرگ کے مکتوب کے مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔

وہ اپنے خط محررہ ۲۶ راخاء میں تحریر فرماتے ہیں :-

"سبحان اللہ کس قدر جاذب نصرت الٰہی تھا ہمارا یہ اجتماع اور کس قدر یہ مثمر بہ ثمرات حسنہ ہوا۔ کوئی پہلو خدا کے فضل سے خام نہ رہا اور ہر رنگ میں اللہ کریم نے اسے نوازا۔ بزرگ مقررین نے اللہ کریم کی خاص نصرت پائی۔ میں نے عجیب کشش اور اثر ان کے خطابات میں پایا۔ یہ عجیب رنگ واثر کے خطاب ہوتے ہیں اور ان کا جمال عجیب دلکش ہوتا ہے۔ ہمارے آقا کے ہر دو خطاب انقلاب انگیز تھے۔ اللہ کریم ہمیں صدق ووفا سے ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔"

الغرض احباب اجتماع انصار اللہ کی شکل میں ایک عظیم روحانی دعوت سے فیض یاب اور قسم ہا قسم کی روحانی نعمتوں سے مالا مال ہو کر اور اس طرح ایک نئے انسان بنکر نئی روحانی مسرتوں کے ہمراہ اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

(کلمات طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

رمضان المبارک کے ایام اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں

میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں

ذیل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ پُرمعارف ملفوظات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں جن میں حضور علیہ السلام نے رمضان المبارک کی عظیم الشان برکات پر روشنی ڈال کر پورے تعہد کے ساتھ روزے رکھنے کے متعلق اپنے مسلک پر روشنی ڈالی ہے۔

(۱) "میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(الحکم ۱۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

(۲) "مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنّتِ اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان منّا اھل البیت۔ سلمان یعنی الصلحان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلحیں ہونگی، ایک اندرونی، دوسری بیرونی اور یہ اپنا کام رفق سے کریگا نہ کہ شمشیر سے۔ اور میں جب مشرب حسینؓ پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسنؓ پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی تو میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان کی طرف جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا۔ اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔" (البدر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)

(۳) "جب میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے۔ اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپکو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔" (بدر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اَلْبَاكِیُوْنَ بِذِکْرِہٖ وَبُکَاءٖ

(صحابہؓ خدا کی یاد میں رو رو کر راتیں گزارنے والے تھے۔)

اِنَّ الصَّحَابَةَ كُلُّهُمْ كَذُكَاءٖ — قَدْ نَوَّرُوْا وَجْهَ الْوَرٰى بِضِيَاءٖ

یقیناً صحابہؓ سب کے سب سورج جیسے ہیں۔ — انہوں نے مخلوقات کا چہرہ روشنی سے منور کر دیا ہے

تَرَكُوْا اَقَارِبَهُمْ وَحُبَّ عِيَالِهِمْ — جَاؤُا رَسُوْلَ اللهِ كَالْفُقَرَاءٖ

اقارب اور عیال کی محبت کو انہوں نے ترک کر دیا۔ — اور فقیروں کی طرح رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

ذُبِحُوْا وَمَا خَافُوا الْوَرٰى مِنْ صِدْقِهِمْ — بَلْ اٰثَرُوا الرَّحْمٰنَ عِنْدَ بَلَاءٖ

وہ ذبح کئے گئے اور صداقت کے اظہار میں کسی کا خوف نہ کیا — بلکہ بلاؤں میں خدا ہی کو اختیار کیا۔

تَحْتَ السُّيُوْفِ تَشَهَّدُوْا لِخُلُوْصِهِمْ — شَهِدُوْا بِصِدْقِ الْقَلْبِ فِى الْاَمْلَاءٖ

خلوص کے باعث تلواروں کے نیچے شہید ہوئے — اور مجالس میں صداقت قلب سے شہادت ادا کرتے رہے

حَضَرُوا الْمَوَاطِنَ كُلَّهَا مِنْ صِدْقِهِمْ — حَفَدُوْا لَهَا فِى حَرَّةٍ رَجْلَاءٖ

صداقت سے ہر مقام پر حاضر رہے — اور ہر مقام میں یاری و خدمت گزاری کی سنگلاخ سخت زمین میں

اَلصَّالِحُوْنَ الْخَاشِعُوْنَ لِرَبِّهِمْ — اَلْبَائِتُوْنَ بِذِكْرِهٖ وَبُكَاءٖ

وہ صالح تھے رب کے آگے جھکنے والے تھے — اور اس کی یاد میں رو رو کر راتیں گزارنے والے تھے

نَهَضُوْا لِنَصْرِ نَبِيِّنَا بِوَفَاءٖ — عِنْدَ الضَّلَالِ وَفِتْنَةٍ صَمَّاءٖ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نصرت کیلئے پوری وفا کیساتھ متحرک رہے، — کمال گمراہی اور سخت فتنہ کے وقت میں

(سر الخلافہ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جُز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

(صبح کی دعا اور سحری کے رونے کے سوا کوئی علاج نہیں)

ہر زماں از بہرِ دیں در خوں دلِ من مے تپد
میرا دل دین کی خاطر ہر وقت خون میں تڑپ رہا ہے۔

محرمِ ایں دردِ ما جُز عالمِ اسرار نیست
ہمارے اس درد کا واقف اُس عالم الغیب خدا کے سوا اور کوئی نہیں

آنچہ بر ما مے رود از غم کہ داند جُز خدا
غم جو ہم پر گزر رہا ہے اسے خدا کے سوا کون جان سکتا ہے

زہر مے نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست
ہم زہر پی رہے ہیں لیکن بولنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ہر کسے غمخوارئ اہلِ اقارب مے کند
ہر شخص اپنے اہل و عیال کی غم خواری کرتا ہے لیکن افسوس

اے دریغ ایں بیکسے را ہیچ کس غمخوار نیست
کہ اس بے کس کا کوئی غم خوار نہیں

خونِ دیں بینم رواں چوں کشتگانِ کربلا
کشتگانِ کربلا کی طرح میں دین کا خون بہتا ہوا دیکھتا ہوں

اے عجب ایں مردماں را مہرِ آں دلدار نیست
مگر تعجب ہے، کہ ان لوگوں کو اس معشوق سے کچھ بھی محبت نہیں

آنکہ داری مقدرت ہم عزم تائیداتِ دیں
لطف کن مارا نظر بر اندک و بسیار نیست
اے وہ شخص جو توفیق بھی رکھتا ہے اور نصرت دین کا ارادہ بھی رکھتا ہے جتنا ہو سکے دے ہمیں تھوڑے بہت کا خیال نہیں

بیں کہ چوں در خاک مے غلطد ز جورِ ناکساں
آنکہ مثلِ او بہ زیرِ گنبدِ دوّار نیست
دیکھو کس طرح نالائقوں کے ظلم سے خاک میں لوٹ رہا ہے وہ دین جس کا آسمان کے نیچے کوئی ثانی نہیں۔

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بے کساں
جُز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست
اس مصیبت کے وقت میں ہم غریبوں کا علاج سوائے صبح کی دعا اور سحری کے رونے کے اور کچھ نہیں۔

(در برکات الدعا)

لیلۃ القدر میں ایک بہت بڑا سبق مضمر ہے

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

"اگر ہم سوچیں تو یہ جمعۃ الوداع (اگر اس پر صحیح نقطۂ نگاہ سے نظر ڈالیں) اور یہ لیلۃ القدر ہمارے لئے بطور ایک سبق کے ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ انسان جو بہانہ تلاش کرتا ہے اور بغیر قربانی کے اپنے رب کو پا لینے کی امید رکھتا ہے۔ وہ تو ایک رات اور ایک دن کی تلاش میں ہے۔ اور اگر ہم سوچیں تو وہ دن کا گناہ بھی کر رہا ہے اور رات کا گناہ بھی کر رہا ہے وہ سمجھتا ہے کہ سارے سال میں ایک دن (جمعۃ الوداع) کی عبادت میرے لئے کافی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ سارے سال کی راتوں میں سے ایک رات (لیلۃ القدر) کا قیام میرے لئے کافی ہے۔ حالانکہ اگر صحیح نقطۂ نگاہ سے ہم اس دن اور اس رات کو دیکھیں تو ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہر وہ دن جو خدا کی یاد میں خرچ ہو۔ وہ تو جمعۃ الوداع کا ہی رنگ رکھتا ہے جس میں انسان سارے دنیاوی علائق کو چھوڑ کر اور دنیا کے کاموں کو چھوڑ کر اور پوری تیاری کرنیکے بعد اور کثرت کے ساتھ تلاوت قرآن کرنیکے بعد (اور پھر جمعہ کے بعد بھی تلاوت قرآن کریم کرکے) اور تمام آداب جمعہ کو بجا لا کر خدا کی رضا کو تلاش کرتا ہے۔ تو ہمیں یہ بتایا کہ تمہارا وہ دن جو خدا کو پیارا ہو سکتا ہے اور جس کے نتیجہ میں خدا کا قرب تم حاصل کر سکتے ہو اور جس کے نتیجہ میں خدا کا دیدار تمہیں نصیب ہو سکتا ہے وہ تو وہ دن ہے جو جمعۃ الوداع کی طرح دنیا اور اس کی لذتوں سے بیزار اور کلیۃً اپنے رب کے حضور جھکا ہوا ہو۔ پس سال کے ہر دن کو اس معنی میں جمعۃ الوداع بناؤ اگر تم خدا کو پانا چاہتے ہو۔

لیلۃ القدر ہمیں بتاتی ہے کہ خدا کی تقدیریں تمہارے حق میں اور تمہارے فائدہ کے لئے اس وقت حرکت میں آئیں گی جب تم راتوں کو اپنے رب کے لئے زندہ کرو گے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہر روز تمہارا خدا تمہارے لئے اپنی تقدیر کی تاریں ہلائے تو تمہیں ہر رات کو لیلۃ القدر بنانا پڑے گا۔ اگر تم اپنی ہر رات کو لیلۃ القدر نہیں بناتے بلکہ غفلت میں اور سوتے ہوئے سارے سال کی راتوں کو گزار دیتے ہو۔ تو ایک لیلۃ القدر سے تمہیں کیا فائدہ؟ پس اگر میرا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تمہاری ہر رات لیلۃ القدر کی کیفیت رکھتی ہو۔ اور تمہارا ہر دن جمعۃ الوداع کی کیفیت رکھتا ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ کی رضا کو نہیں پا سکو گے۔"

(اقتباس از خطبہ جمعہ ۶ جنوری ۱۹۶۷ء بحوالہ الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۶۷ء)

اسلام کا موعودہ غلبہ اور اس کا ایک اہم تقاضا

محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے پندرھویں سالانہ مرکزی اجتماع منعقدہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ اخاء ۱۳۴۹ ہش کے اختتامی اجلاس میں جو معرکۃ الآراء تقریر ارشاد فرمائی تھی اس کا مکمل متن ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ القصص کی حسب ذیل آیات تلاوت فرمائیں:۔

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝

(القصص آیات ۱ تا ۷)

اِن آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مجلس انصار اللہ کا یہ پندرھواں مرکزی سالانہ اجتماع ہے۔ سوائے ۱۹۶۵ء کی جنگ والے سال کے تسلسل سے یہ اجتماعات منعقد کئے جا رہے ہیں۔ ان اجتماعات کی غرض یہ تھی اور ہے کہ سال کے بعد پھر ایک مرتبہ جب ہم اکٹھے ہوں تو ذَکِّرْ کے حکم کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کی طرف ایک دوسرے کو توجہ دلائیں، یاد دہانی کرائیں۔ تاکہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو نہ بھولیں۔ اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے ہاتھ سے مجلس انصار اللہ قائم کی گئی اسی بنیادی امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے انصار اللہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:۔

" انصار اللہ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں سے گزر رہے ہیں۔ اور

یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان کی فکر میں ہوتا ہے۔ جب کوئی انسان اگلے جہان جا رہا ہو تو اُس وقت اسے اپنے حساب کی صفائی کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے۔ اور وہ ڈرتا ہے کہ وہ کہیں ایسی حالت میں دنیا سے کوچ نہ کر جائے کہ اس کا حساب گندہ ہو اس کے اعمال خراب ہوں اور اس کے پاس وہ زادِ راہ نہ ہو جو اگلے جہان میں کام آنیوالا ہے۔ جب احمدیت کی غرض یہی ہے کہ بندے اور خدا کا تعلق درست ہو جائے تو ایسی عمر میں اور عمر کے ایسے حصہ میں اس کا جس قدر احساس ایک مومن کو ہونا چاہیئے وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہو سکتا۔ وہ اگر اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیں گے، وہ اگر دین کی محبت اپنے نفوس میں اور پھر تمام دنیا کے قلوب میں پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے، وہ اگر احمدیت کی اشاعت کو اپنا اولین مقصد قرار نہ دیں گے اور وہ اگر اس حقیقت سے اغماض کریں گے کہ انہوں نے اسلام کو دنیا پر پھر زندہ کرنا ہے تو انصار اللہ کی عمر کے بعد اور کونسی عمر ہے جس میں وہ یہ کام کریں گے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

سورۃ القصص کی ان آیات میں جو ابتداء میں میں نے تلاوت کی تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور آپ کے پیرو نیز فرعون اور اس کے ہمنواؤں کے حالات بیان فرما کر انبیاء اور ان کی جماعتوں سے جو وہ سلوک فرماتا ہے اس کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ انبیاء اور ان کی جماعتوں کو ابتدائی کمزور حالت سے نکال کر طاقت اور غلبہ عطا کیا جاتا ہے۔ اور یہ ایک اٹل الٰہی قانون ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی سالوں میں کوئی مادی آنکھ اس غلبہ اور شوکت کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی جو اللہ تعالیٰ نے چند ہی سال میں آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہؓ کو عطا فرمایا۔ آج بھی اسلامی تاریخ پڑھنے سے انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ کہ کس طرح چند ہی سال کے عرصہ میں اسلام جنگل کی آگ کی طرح ملکوں اور قوموں میں پھیل گیا۔ یہ طاقت اور یہ غلبہ کسی تلوار یا بندوق سے نہیں بلکہ اس پُر حکمت کلام اور نورانی علم کے ذریعہ حاصل ہوا جو قرآن کریم کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی آخری ہدایت کے طور پر نازل فرمایا تھا۔ یہ وہ پُر حکمت کلام ہے جو دلوں کو فتح کرتا مشرق و مغرب میں پھیلتا چلا گیا۔ الٰہی نوشتوں کے مطابق اسلام پر تنزل کا زمانہ بھی آیا۔ اور الٰہی نوشتوں کے مطابق ہی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد رکھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کا بھی یہی فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ اسلام کی اس آخری جنگ میں اس نورانی تعلیم اور اس پُر حکمت کلام کو دنیا کے سامنے پیش کریں اور اسلام کی کھوئی ہوئی شوکت کو پھر سے دنیا میں پوری شان کے ساتھ قائم کر دیں۔

یہ اسلام کی آخری جنگ ہے جو اس پُرحکمت تعلیم کے ذریعہ لڑی جا رہی ہے۔ اور جس دن اس جنگ کا نتیجہ نکلے گا ساری دنیا کے دل اسلام کے لئے فتح ہو جائیں گے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت پہاڑوں اور میدانوں۔ سمندروں اور صحراؤں کو پھاندتی ہوئی دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے گی۔ یہ الٰہی تقدیر ہے جو بہرحال پوری ہونے والی ہے۔ یہ آسمانی فیصلہ ہے جس کو کوئی روک نہیں سکتی۔ اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا، جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ قربانی جب اپنی انتہاء کو پہنچ جاتی ہے۔ تب اللہ تعالےٰ کی طرف سے آسمان سے نصرت الٰہی کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ان پاک وجودوں نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ مالی قربانی تھی یا جانی۔ اوقات کی تھی یا استعدادوں کی۔ حقوق اللہ کی ادائیگی تھی یا حقوق العباد کی۔ کسی بھی شعبۂ زندگی میں یہ پیچھے نہیں رہے۔ کسی قسم کی کوئی کمی یا کوتاہی نہیں کی۔ صحابہ رضؓ کی زندگی کے بہت سے واقعات تاریخ نے محفوظ کر لئے۔ اور بہت ایسے ہوں گے جو تاریخ محفوظ نہیں رکھ سکی۔ مالی قربانی کا ایک نظارہ ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک قومی ضرورت کے لئے صحابہؓ سے چندہ کی اپیل کی۔ صحابہ رضؓ اپنے اپنے گھروں میں گئے اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق جو کچھ میسر آیا حضورؐ کے قدموں میں لا ڈالا۔ ان صحابہؓ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مال لے کر حاضر ہوا، تو حضورؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ کہ عمرؓ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ نصف مال لے آیا ہوں اور نصف چھوڑ آیا ہوں۔ پھر حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ابوبکرؓ تم اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو اس پر حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ میں سب مال ہی لے آیا ہوں اور گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی برکت چھوڑ آیا ہوں۔ مالی قربانی کا یہ ایک تنہا یا استثنائی واقعہ نہیں بلکہ ہر موقعہ پر یہی نظارے نظر آتے ہیں۔ جانی قربانی کو دیکھئے تو انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے لئے جان کی کوئی قیمت ہی نہ تھی۔ کوئی خطرہ ان کے لئے خطرہ نہ تھا۔ کوئی موقعہ شہادت کا وہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی زندگی کا اکثر حصہ اسلامی جنگوں میں گزرا۔ ہر خطرہ کے موقعہ پر وہ صف اوّل میں نظر آتے ہیں۔ ان جنگوں میں آپ کے شریک دوسرے صحابہؓ کا بھی یہی حال تھا۔ ان غزوات کے حال پڑھ کر ان میں تفریق کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ جو ایک نوجوان صحابی کا ہے۔ بیان کرتا ہوں۔ ضرار جو ایک نوجوان تھے حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ بہت سی جنگوں میں ایک دستہ کے سالار کے طور پر شریک

رہے۔ یہ ایسے نڈر تھے کہ بہت دفعہ حضرت خالد بن ولید کو یہ کہنا پڑا کہ بلاوجہ اپنے آپ کو خطرہ میں نہ ڈالو۔ جب ایسٹرن رومن ایمپائر سے جنگیں ہو رہی تھیں اور شام کے محاذ پر مسلمان فوجیں دشمن کا مقابلہ کر رہی تھیں اور دمشق شہر کا مسلمانوں نے محاصرہ کر رکھا تھا کہ حضرت خالد کو اطلاع ملی کہ رومن فوج کی ایک بھاری تعداد ایک اور جہت سے محاصرہ توڑنے کی غرض سے آگے بڑھ رہی ہے۔ یہ اطلاع ملنے پر حضرت خالد بن ولید نے ضرار کی کمان کے نیچے پانچ ہزار سواروں کا ایک دستہ دشمن کی اس فوج کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے روانہ کیا۔ اور ضرار کو ہدایت کی کہ اگر دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہو تو پہلے مزید کمک کے لئے اطلاع دینا اور پھر لڑائی شروع کرنا۔ لیکن دشمن کی فوج کو سامنے دیکھ کر ضرار اس امر کا انتظار نہ کر سکے کہ مزید امداد پہنچے اور فوراً ہی اپنی فوج کو دشمن کے مقابلہ کے لئے کھڑا کر دیا۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ پھر وہ مسلمانوں کی نسبت بہتر اسلحہ رکھتے تھے۔ اور اس وجہ سے مسلمانوں کی صفوں میں کچھ کمزوری کے آثار دکھائی دیئے۔ ضرار اس حالت کو دیکھ کر اکیلے ہی دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ اور کئی دشمنوں کو ہلاک کیا۔ لیکن ایک تنہا شخص ایک فوج کے نرغے میں گھرا ہوا کب تک مقابلہ کر سکتا تھا۔ چاروں طرف سے ان پر وار ہونے لگے۔ سارا جسم زخموں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ آخر دشمن ان کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ جب حضرت خالد کو ان حالات کی اطلاع ملی۔ تو آپ چار ہزار مسلمان سواروں کی فوج لے کر خود اس محاذ کی طرف روانہ ہوئے۔ خالد محاذ جنگ پر پہنچے ہی تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مسلمان گھوڑا سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا بجلی کی طرح رومن فوج کی طرف لپکا۔ قبل اس کے کہ خالد اس کو روک سکتے۔ وہ دشمن کی صفوں میں گھس گیا۔ ایک ہلکے پھلکے جسم کا آدمی سر سے پاؤں تک سیاہ کپڑوں میں ملبوس نقاب سے اپنا چہرہ ڈھانپے۔ ایک ہاتھ میں نیزہ اور تلوار لگائے اس طرح دشمن پر حملہ آور ہوا کہ دیکھنے والے سوار اور اس کے گھوڑے دونوں کے متعلق خیال کرنے لگے کہ شائد یہ اپنے حواس میں نہیں۔ ضرار کے نائب کمانڈر رافع نے جب یہ نظارہ دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ سوار تو خالد کی طرح حملہ کر رہا ہے مگر وہ خالد نہیں ہو سکتا۔ (اس وقت تک ان کو خالد کے پہنچنے کی اطلاع نہ ملی تھی) یہ سوار دشمن کی صفوں میں کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف گھوڑا دوڑا کر جاتا اور دشمن کو تہ تیغ کرتا جاتا۔ رومن سرداروں میں سے چند آگے بڑھے تاکہ اس سوار کو قتل کریں۔ مگر سب اس کی تلوار کا نشانہ بنے۔ سوار کے کپڑے سر سے پاؤں تک خون آلود تھے۔ یہ نظارہ دیکھ کر مسلمان فوج پیچھے نہ رہ سکی۔ اور یک دفعہ سب فوج نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ جب خالد کا گھوڑا اس سوار کے قریب آیا۔ تو انہوں نے سوار سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے سوار ہمیں اپنا چہرہ دکھاؤ تا معلوم ہو سکے کہ تم کون ہو؟ سوار نے جواب دیا کہ اے مسلمانوں کے سردار آپ کے سامنے آنے اور اپنے آپ کو ظاہر کرنے میں شرم و حیا مانع ہے کیونکہ میں ایک عورت ہوں میرا نام خولہ ہے۔ میں ضرار کی بہن ہوں۔ اس پر خالد کے منہ سے بے ساختہ نکلا مبارک ہے وہ

یا پھر جس کے گھر میں ایسا نڈر لڑکا اور ایسی نڈر لڑکی پیدا ہوئے (اس جگہ ضمناً یہ ذکر کر دینا بھی دلچسپی کا موجب ہوگا کہ جنگ کے وقت ضرار نہ صرف یہ کہ زرہ پہننے سے انکاری تھے بلکہ اپنی قمیص تک اتار کر پھینک دیتے تھے اور اوپر کا دھڑ بالکل ننگا ہوتا تھا۔ اس سے ان کے شوقِ شہادت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔) یہ وہ لوگ تھے جو محبتِ الٰہی میں سرشار تھے۔ جو موت کے پیالہ کو آبِ حیات جانتے تھے۔ کیونکہ موت ان کے لئے ایک دروازہ سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی تھی۔ جس کو پار کر کے وہ دنیا اور دنیا کی آلائشوں کو پیچھے چھوڑ کر اپنے ربِ رحیم کے حضور حاضر ہونے کی سعادت پاتے تھے۔

پھر اسلام کا وہ نڈر سپاہی جو سیف اللہ کے نام سے مشہور ہے۔ جس کی زندگی کا بہترین حصّہ اسلامی غزوات میں گزرا اپنی آخری بیماری میں وفات سے کچھ ہی عرصہ قبل اپنے ایک دوست کو جو عیادت کے لئے تشریف لائے تھے اپنے جسم کے مختلف حصّوں سے کپڑا اٹھا کر دکھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ بتاؤ کیا میرے جسم کا کوئی حصّہ ایسا بھی ہے جس پر زخموں کے داغ نہ ہوں۔ دوست جواب دیتے ہیں کہ نہیں کوئی حصّہ بھی ایسا نہیں۔ اس پر حسرت سے فرماتے ہیں کہ ہر جنگ میں میری شدید خواہش ہوتی تھی کہ میں جامِ شہادت نوش کروں۔ لیکن ہر جنگ سے ہی میں سلامت آیا گو زخموں سے چور۔ اور آج میں بستر پر جان دے رہا ہوں۔ اس پر اس دوست نے جو بہت زیرک تھے فرمایا کہ خالد تم جنگ کے میدان میں شہید ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ خدا کے رسولؐ نے تمہیں سیف اللہ کے خطاب سے نوازا تھا۔ اگر تم جنگ کے میدان میں دشمن کے ہاتھوں مارے جاتے تو اسلام کے دشمن یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ ہم نے اسلام کی تلوار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۔۔۔ یہ درست ہے اور بالکل درست کہ سیف اللہ دشمن کے ہاتھوں نہیں توڑی جا سکتی تھی۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اپنے قدر شناس آقا کی نگاہوں میں خالد بیسیوں شہادتوں کے انعامات کا وارث ٹھہرا ہوگا۔

پھر ایثار اور اخوت کا نظارہ دیکھنا ہو تو اپنے تخیّل کو غزوۂ یرموک کی طرف لے جایئے جس میں حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل (یہ بھی الٰہی قدرت کا عجیب نظارہ ہے جو یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ کی سچائی کی دلیل ہے کہ ابوجہل جیسی متعفّن لاش سے عکرمہؓ جیسا انسان پیدا ہوا) حضرت حارث ابن ہشام اور حضرت سہیل ابن عمر شدید زخمی ہوئے تینوں جانکنی کی حالت میں ہیں اور شدید پیاس سے تڑپ رہے ہیں کہ ایک شخص حضرت عکرمہؓ کے لئے پانی لایا۔ ظاہر ہے کہ ایسے نازک وقت میں چند قطرے پانی بھی کچھ تسکین کا موجب ہو سکتے تھے۔ لیکن جب حضرت عکرمہؓ کے پاس پانی لایا گیا تو ان کی نظر اپنے قریب اپنے بھائی حضرت سہیلؓ پر پڑی۔ آپ نے پانی لانے والے کو کہا کہ پانی پہلے سہیلؓ کے پاس لے جاؤ اور ان کو پلاؤ۔ جب

حضرت سہیلؓ کے پاس پانی لایا گیا تو ان کی نظر اپنے قریب ایک اور زخمی بھائی حضرت حارثؓ پر پڑی۔ اور انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ پانی حارثؓ کے پاس لے جاؤ اور پہلے ان کو پلاؤ۔ جب پانی لانے والا حضرت حارثؓ کے پاس پہنچا۔ تو وہ زخموں اور شدتِ پیاس کی وجہ سے شہید ہو چکے تھے۔ پانی لانے والا واپس لوٹا تا دوسرے دو صحابہؓ کو پانی پلا سکے۔ لیکن اس اثناء میں باقی دو بھی جامِ شہادت نوش فرما چکے تھے۔ اخوتِ اسلامی اور اپنے نفسوں پر اپنے بھائی کو ترجیح دینے کا یہ نظارہ بھی دنیا نے دیکھا تھا۔ یہ تھا وہ روحانی انقلاب جو اس پاک اور مقدس وجود کے ذریعہ ظہور میں آیا۔ کیسا عظیم الشان تھا وہ روحانی وجود جس کے انفاسِ قدسیہ نے یہ عظیم انقلاب پیدا کر دیا۔ سب صحابہؓ ہی اس چشمۂ روحانیت سے فیض یاب تھے جس کا ہر قطرہ نفسانیت کے لئے موت کا حکم رکھتا تھا۔ یہ تھی وہ بنیان مرصوص جس پر دنیا کا کوئی وار، شیطان کا کوئی حملہ رخنہ نہ پیدا کر سکا۔ اور یہی ہے وہ بنیان مرصوص جس پر قائم ہو کر جماعت احمدیہ اندرونی اور بیرونی حملوں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

یہ واقعات کوئی چیدہ چیدہ واقعات نہیں۔ ساری تاریخ ہی ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔ کچھ تو تاریخ نے محفوظ کر لئے۔ اور بہت ایسے ہیں جن کو تاریخ محفوظ نہیں رکھ سکی۔ یہ وہ وجود تھے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جن کی تعریف فرماتے ہوئے فرمایا تھا۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ

کہ میرے صحابہؓ آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں جس کسی کے بھی پیچھے چلو وہ روحانی راہوں کی نشان دہی کے لئے کافی ہوگا رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ یہ وہ مقام تھا جس پر صحابہؓ قائم تھے اور یہی وہ مقام ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ

صحابہؓ کو ملا جو مجھ کو پایا۔

سو جو قربانیاں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے پیش کیں ویسی ہی قربانیاں پیش کرنے کے بعد ہم یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور قومی ترقی کے دروازے ہم پر کھولے جائیں گے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ
خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا
حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ
اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (بقرہ آیت ۲۱۵)

جب انسانی کوشش اپنی انتہاء کو پہنچ جاتی ہے۔ اور انسان اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دے۔

تب رُوح کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ کی آواز ہی اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ کا مژدہ لے کر لوٹتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی تقدیر کی تاریں حرکت میں ہیں۔ افق سماء پر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے آثار نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔ زمین کے چاروں اطراف میں اسلام کے حسین چہرہ کے نقوش ابھرتے نظر آتے ہیں۔

ہمیں اپنے اخلاق کردار اور قربانیوں کے معیار کو ابھی بہت بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ اتنا بلند کہ ہم اس نقطہ پر پہنچ جائیں جس نقطہ پر پہنچکر اللہ تعالےٰ کے ابدی وعدہ کے مطابق اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ دیکھنے کے ہم مستحق ٹھہریں۔

وہ دن ہماری حقیقی عید کا دن ہوگا۔ وہ دن اپنے مقصود کو پالینے کا دن ہوگا۔ وہ دن حق بحقدار رسید کا مصداق ہوگا کیونکہ اس دن اللہ تعالےٰ کی توحید اور اس کا جلال اور اس کے محبوب بندے ہمارے آقا و مطاع (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بادشاہت دنیا پر قائم ہو جائے گی ؛

رمضان سے فائدہ نہ اٹھانے والا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا پر اُس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اُس کے گناہ نہ بخشے گئے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ص۳۷۵)

مجھے اپنا پیار دیدے

(مکرم میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

ہے عبث اگر مجھے تو درِ شاہوار دیدے ... ذرہِ کرم دوائے دلِ بے قرار دیدے
مجھے اپنا پیار دیدے

کوئی گلشنِ رضا کا نہیں پھول گر مقدّر ... تیرا یہ بھی لُطف ہوگا مجھے کوئی خار دیدے
مجھے اپنا پیار دیدے

مجھے قُرب بخش اپنا مجھے گود میں بٹھا لے ... تیری بارگہ ہے عالی مجھے اس میں بار دیدے
مجھے اپنا پیار دیدے

تو جہان کا ہے داتا ہیں بھرے تیرے خزانے ... مجھے یُوں نہ پھیر خالی میں تیرے نثار دیدے
مجھے اپنا پیار دیدے

تیری رحمتوں کا سائل لئے کاسۂ گدائی ... تیرے در پہ آکھڑا ہے میرے کردگار دیدے
مجھے اپنا پیار دیدے

وہ نظر مجھے عطا کر جو فلک کو چیر جائے ... نظر آئیں جس کو جلوے تیرے آشکار دیدے
مجھے اپنا پیار دیدے

نہ دوچار ہوں خزاں سے مجھے طرح بخش ایسی ... ہو بنایا جس کو تُو نے ہمہ تن بہار دیدے
مجھے اپنا پیار دیدے

شب و روز واسطہ ہو تیری یاد ہی سے مجھ کو ... مَیں تیرے خیال ہی سے رہوں ہمکنار دیدے
مجھے اپنا پیار دیدے

پسِ پردہ گفتگو بھی تو ہے بے مثال نعمت ... کوئی بے حجاب جلوہ سرِ راہ گزار دیدے
مجھے اپنا پیار دیدے

رمضان المبارک اور اس کے فیوض و برکات

(از جناب شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

(۱) اسلامی عبادات کا فلسفہ

اسلام میں عبادت کی بنیادی غرض یہ ہے کہ انسانی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے احکام کے مطابق بسر ہو۔ اور معرفتِ الٰہی حاصل ہو۔ ایک مسلمان کے لئے یہ امر انتہائی ضروری اور بطور فرض کے قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے ہر مسلمان کو اس غرض کے لئے عملی طور پر تیار کرنے کے لئے مکمل لائحہ عمل پیش کیا تا ہر عاقل بالغ اور تندرست کے ذہن، اخلاق اور عادات کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے وقف کر سکے۔ جس سے مقصود ہر مسلمان کی ایسی تربیت اور ٹریننگ ہے۔ تا روحانی اور اخلاقی لحاظ سے اسلامی معاشرہ میں خوشگوار فضا قائم ہو سکے۔ اس بلند اور مبارک مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے بعض عبادات فرض کی ہیں۔ اسلامی معاشرہ کے قیام میں ان کی اہمیت اور افادیت مسلّم ہے۔ روزوں کی ایک ماہ کی عبادت بھی اسی غرض کی تکمیل کے لئے فرض کی گئی ہے۔ اس سے مسلمانوں کی وحدتِ ملی و فکری کا نظام مکمل ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے ایام میں فرزندانِ اسلام چاہے وہ دنیا کے کسی گوشہ میں ہوں روزوں کی عبادت اور روحانی ریاضت میں وقت گزار رہے ہوتے ہیں۔ گو وہ الگ الگ شہروں اور ممالک میں رہتے ہیں۔ لیکن رمضان میں ان کے خیالات واذکار میں وحدت اور یگانگت ہوتی ہے۔ اسلام کا نظامِ عبادت ہر جگہ اور ہر ملک میں ان پر اثر انداز ہوتا ہے

(۲) روزوں کی فرضیت

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے چوتھا رکن روزہ ہے تاریخ اسلام کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ناقابلِ برداشت مظالم کے پیشِ نظر جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو اس تاریخی ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان میں ہر بالغ مسلمان پر روزے فرض کئے گئے بشرطیکہ وہ مسافر یا بیمار نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں روزہ کی فرضیت کے متعلق مندرجہ ذیل نص وارد ہوئی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ
تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ
اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ؕ
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ
الْعُسْرَ ؗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (البقرہ ۱۸۴ تا ۱۸۶)

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ تم متقی بن جاؤ۔ سو تم روزے رکھو چند گنتی کے دن اور تم میں سے جو شخص بیمار ہو۔ یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو (فدیہ رمضان کی) طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا دینا (بطور فدیہ رمضان کے) واجب ہے، اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو (تو سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے۔ اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیئے کہ اس ماہ کے روزے رکھے۔ اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی (واجب) ہوگی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔ اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم اس کے شکر گزار بنو۔"

یہ وہ عظیم الشان قرآنی نص ہے جس کے ذریعہ امت مسلمہ پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

عصرِ حاضر میں الحاد، دہریت اور ذہنی آوارگی کا عام انتشار ہے۔ خدا تعالیٰ نے آیاتِ بالا میں امتِ مسلمہ پر روزے فرض کر کے فرزندانِ اسلام پر عظیم الشان احسان فرمایا ہے۔ ہاں ایسا احسان جو سراسر ہمارے لئے

برکت، رحمت اور نُور ہے۔ ہماری جملہ اخلاقی، اقتصادی اور عائلی کمزوریوں، قباحتوں اور بیماریوں کا علاج اور تریاق ہے۔ روزہ اپنے احکام کے رُو سے بعض پابندیوں کے ساتھ دراصل ایک اجتماعی غرض کو لئے ہوئے ہے۔ اور ملّتِ اسلامیہ کے ہر فرزند پر فرض ہے کہ وہ احکامِ خداوندی اور ارشاداتِ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر پورا ایک ماہ روزے رکھے ۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اسلامی روزہ کے نظام کے عملی اور اجتماعی نتائج بڑے حیرت انگیز اور خوشکن ہیں۔ روزے ہمارے انفرادی اور قومی زندگی کے ہر گوشہ میں مشعل اور قندیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ روزوں کے احکام پر عمل کرتے ہوئے قوم میں انقلابی رُوح پیدا کی جاسکتی ہے۔ یہی وہ انقلاب ہے جس کا تقاضا قرآن کریم ہم سے کرتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے تعمیری انقلاب کا ذکر قرآن کریم میں یوں کیا گیا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حالات کو اسی صورت میں بدلتا ہے۔ جبکہ وہ لوگ خود اپنے اندر تبدیلی پیدا کرلیں۔

آج کی تہذیب جو فیشن اور ملمع سازی کو لئے ہوئے یورپ اور امریکہ سے آئی ہے۔ ہمارے اسلاف اس سے کوسوں دُور تھے۔ یہ عریانی اور فحاشی کے بظاہر دلفریب مناظر ہیں۔ مگر یہ سب کچھ فریب اور بے حیائی ہے۔ مغربی تہذیب کے دلدادگان اس کو آزادی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی معاشرہ میں یہ بربادی اور تخریب کا حکم رکھتی ہے ؎

تجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
جو ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں ہے عیّاری

۳۔ روزہ تاریخی حقائق کی روشنی میں

قرآن مجید نے آیاتِ بالا میں یہ بیان کیا ہے کہ روزہ کی عبادت جملہ ادیان اور مذاہب میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ استقراء اور تاریخ ادیان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ تمام ادیان میں فرض تھا۔ البتہ روزہ کے احکام، اس کی پابندیوں اور تعداد میں فرق ہے۔ آج بھی مختلف مذاہب میں روزہ کا رواج پایا جاتا ہے۔ روزہ کی خوبیوں اور فوائد کی بناء پر ہی اس کی فرضیت اسلام میں کی گئی ہے۔ تا ملّتِ اسلامیہ بھی روزہ کے ذریعہ اپنی معاشرت میں اطمینان، سکون اور راحت کی فضا پیدا کرسکے۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے فریضہ کو کما حقہ سرانجام دے سکے۔

برکت، رحمت اور نُور ہے۔ ہماری جملہ اخلاقی، اقتصادی اور عائلی کمزوریوں، قباحتوں اور بیماریوں کا علاج اور تریاق ہے۔ روزہ اپنے احکام کے رُو سے بعض پابندیوں کے ساتھ در اصل ایک اجتماعی غرض کو لئے ہوئے ہے۔ اور ملتِ اسلامیہ کے ہر فرزند پر فرض ہے کہ وہ احکامِ خداوندی اور ارشاداتِ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر پورا ایک ماہ روزے رکھے ــ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اسلامی روزہ کے نظام کے عملی اور اجتماعی نتائج بڑے حیرت انگیز اور خوشکن ہیں۔ روزے ہمارے انفرادی اور قومی زندگی کے ہر گوشہ میں مشعل اور قندیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ روزوں کے احکام پر عمل کرتے ہوئے قوم میں انقلابی رُوح پیدا کی جاسکتی ہے۔ یہی وہ انقلاب ہے جس کا تقاضا قرآن کریم ہم سے کرتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے تعمیری انقلاب کا ذکر قرآن کریم میں یُوں کیا گیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حالات کو اسی صورت میں بدلتا ہے۔ جبکہ وہ لوگ خود اپنے اندر تبدیلی پیدا کرلیں۔

آج کی تہذیب جو فیشن اور ملمع سازی کو لئے ہوئے یورپ اور امریکہ سے آئی ہے۔ ہمارے اسلاف اس سے کوسوں دُور تھے۔ یہ عریانی اور فحاشی کے بظاہر دلفریب مناظر ہیں۔ مگر یہ سب کچھ فریب اور بے حیائی ہے۔ مغربی تہذیب کے دلدادگان اس کو آزادی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی معاشرہ میں یہ بربادی اور تخریب کا حکم رکھتی ہے ــ

تجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
جو ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں ہے عیّاری

۳۔ روزہ تاریخی حقائق کی روشنی میں

قرآن مجید نے آیاتِ بالا میں یہ بیان کیا ہے کہ روزہ کی عبادت جملہ ادیان اور مذاہب میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ استقراء اور تاریخ ادیان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ تمام ادیان میں فرض تھا۔ البتہ روزہ کے احکام، اس کی پابندیوں اور تعداد میں فرق ہے۔ آج بھی مختلف مذاہب میں روزہ کا رواج پایا جاتا ہے۔ روزہ کی خوبیوں اور فوائد کی بناء پر ہی اس کی فرضیت اسلام میں کی گئی ہے۔ تا ملتِ اسلامیہ بھی روزہ کے ذریعہ اپنی معاشرت میں اطمینان، سکون اور راحت کی فضا پیدا کرسکے۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے فریضہ کو کما حقہ سرانجام دے سکے۔

یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع میں روزے رکھتے ہیں اور اس میں وہ غیر معمولی اہتمام کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق بائبل میں لکھا ہے کہ آپ نے جبل الطور پر چالیس دن کے روزے رکھے تھے۔

"سو وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا۔" (خروج)

"پھر سموئیل نے کہا کہ سب اسرائیل کو مصفاہ میں جمع کرو اور میں تمہارے لئے خداوند سے دعا کرونگا سو وہ سب مصفاہ میں فراہم ہوئے اور پانی بھر کر خداوند کے آگے انڈیلا اور اس دن روزہ رکھا۔" (سموئیل ۱ ۷/۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ اور ان کی اتباع میں آج بھی بعض عیسائی روزے رکھتے ہیں۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:۔

"اس وقت روح یسوع کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اسے بھوک لگی۔" (متی ۴-۲-۳)

یہاں فاقہ سے مراد روزہ ہے۔

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے شاگردوں نے دریافت کیا کہ ہم پلید روحوں کو کس طرح نکال سکتے ہیں؟ وہ جواب میں فرماتے ہیں:۔

"یہ جنس (پلید روح) سوائے دعا اور روزہ کے کسی طرح نہیں نکل سکتی۔" (متی ۱۷ : ۱۲)

یہودیوں نے روزوں میں بعض بدعتیں اور تکلفات اختیار کر لئے تھے۔ جن میں ریاء پایا جاتا تھا۔ اس پر حضرت علیہ السلام نے اپنے حواریوں اور پیروؤں کو روزہ رکھنے کا صحیح طریق بتاتے ہوئے فرمایا:۔

"پھر جب تم روزہ رکھو ریاکاروں کی مانند اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں کہ لوگوں کے نزدیک روزہ دار ٹھہریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا بدلہ پاچکے۔ پر جب تم روزہ رکھو اپنے سر میں تیل لگاؤ، اور منہ دھوؤ تاکہ تم آدمی پر نہیں بلکہ اپنے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھ کو آشکارا بدلہ دے" (متی باب ۶)

قدیم مصریوں میں بھی روزہ کا رواج تھا اگرچہ قدیم مصری مذہب بت پرستی کا مذہب تھا۔ تاہم اس مذہب کے پیرو اپنے بتوں کو خوش کرنے کے لئے اور ان کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے روزے رکھا کرتے تھے اور کئی قسم کی جسمانی تکلیفیں اپنے اوپر وارد کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح اہل یونان میں بھی روزہ کا رواج تھا۔ بالخصوص یونانی عورتیں روزہ رکھنے میں خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔ ہندو مذہب میں تو ہر ماہ بعض "برت" یعنی روزے رکھنے کا رواج ہے۔ اور ہندو مذہب کے مذہبی لیڈروں میں چلہ کشی کا رواج تو معروف ہے۔ گو روزوں کی تعداد، احکام اور روزہ کے وقت

کے متعلق جملہ ادیان میں فرق ہے۔

مشرکین عرب بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جاہلیت کے آیام میں عاشورہ (دسویں محرم) کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ کیونکہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا (البخاری کتاب الصوم)

الغرض قرآن کریم کا مندرجہ بالا تاریخی بیان بالکل مبنی بر حقیقت ہے کہ اے مسلمانو! روزہ صرف تم پر آج فرض نہیں کیا گیا بلکہ تم سے پہلے بھی گزشتہ اقوام و ملل پر یہ فرض کیا گیا تھا۔ اس بیان کی تائید انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں (FASTINO) کے زیر عنوان مقالہ مندرجہ جلد ۹ صفحہ ۱۹۳ سے بھی ہوتی ہے لکھا ہے۔

Commonest by far, however, of all the uses of volantary fasting, in the past and at the present time, is its practice as an act of self-denial with definite religious intention. By the greater number of religions, in the lower middle and higher Cultures, alike (fasting is largely prescribed) and where it is not required it is nevertheless practised to same extent by individuals in response to the pomptings of nature

ماضی اور حال میں طوعی روزوں کے دیگر فوائد میں سے ایک عام فائدہ مذہبی مقصد اور مدعا کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کو مارنا بھی ہے۔ اکثر مذاہب میں چھوٹے بڑے اور درمیانی طبقات کے لئے مساویانہ روزہ کا وجود پایا جاتا ہے۔ اور اگر کہیں روزہ جماعتی رنگ میں نہ بھی ہو۔ تو بھی فدائی تحریک و ترغیب پر انفرادی رنگ میں اس کا رواج ملتا ہے۔

پھر لکھا ہے:۔

"روزہ کے اصول اور طریقے گو آب و ہوا قومیت و تہذیب اور گرد و پیش کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوں لیکن ہم کسی ایسے مذہب کا نام مشکل سے لے سکتے ہیں۔ جس کے مذہبی نظام میں روزہ تسلیم نہ کیا گیا ہو۔"

(جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۳)

(۴)

روزہ کے لغوی و فکری معنے

عربی زبان میں روزہ کو لفظ صَوم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لغت میں لفظ صَوم کے معنے مطلقاً "الامساك" یعنی رُکنے اور روکنے کے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ صامت الشمس اذا وقفت فی کبد السماء وامسکت عن السیر ساعة الزوال۔ یعنی جب سورج زوال کے وقت بظاہر چلنے سے رُک گیا تو گویا اس نے روزہ رکھ لیا۔

قرآن کریم میں لفظ صَوم بات کرنے سے رک جانے کے معنوں میں بھی وارد ہوا ہے۔ چنانچہ "اِنِّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا کی آیت میں لفظ کے معنے بات اور گفتگو کرنے سے رُک جانے کے ہیں۔

مشہور شاعر النابغة کا ایک شعر بھی لفظ صَوم کے معنوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ ؎

خیل صیام و خیل غیر صائمة
تحت العجاج واخری تعلك اللجما

یعنی کئی گھوڑے چارہ کھانے سے رُکے ہوئے اور بعض گھوڑے چارہ کھانے سے رکے ہوئے نہیں"

صَوم کی شرعی اصطلاح کے بارے میں امام نووی لکھتے ہیں۔

" انه امساك مخصوص فی زمن مخصوص بشرائط مخصوصة"

یعنی کھانے پینے وغیرہ سے رکنے، اور ایک خاص مقررہ وقت تک کے لئے رکنے اور پھر مخصوص شرائط کے ساتھ رُکنے کو اسلامی اصطلاح میں صَوم کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا لغوی و اصطلاحی معانی کے پیش نظر نیز قرآنی احکام اور احادیث نبویہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے لفظ صَوم کے پورے معنے یوں ہوں گے کہ

ایک عاقل اور بالغ اور تندرست مسلمان صبح صادق سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کھانے پینے جنسی تعلقات، سب وشتم اور غیبت سے اپنے آپ کو روکے اور اس وقت میں قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ فقراء اور مساکین کی خدمت کرے، عبادت میں انہماک اختیار کرے۔ ایک مومن مسلمان ان ایام میں اپنے نفس پر اور جسم کے ہر عضو پر کنٹرول کرے۔ جسم کا ہر حصہ یہ محسوس کرے کہ میرے اندر روزہ کی وجہ سے ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی ہے جب انسانی جسم کا ہر حصہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے گا۔ تو انسانی نفس غیر معمولی روحانی انقلاب اور تغیر پیدا کرلے گا جسے اصلاحِ نفس سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور قرآنی اصطلاح میں اسے "تقویٰ" کہا جائے گا۔ کیونکہ روزہ

کی علتِ غائی یہی لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ہے

(۵)

روزہ کا مقام اسلامی معاشرہ میں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزہ کے مقاصدِ ثلاثہ قرآن مجید میں بیان فرماتے ہیں:-

۱۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اخلاقی اور اجتماعی کمزوریوں سے بچو۔

۲۔ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کے مطابق اسکی عظمت بیان کرو

۳۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم اس کا شکر کرو۔

اَ۔ تقویٰ کا حصول روزہ سے اس طرح ہوتا ہے کہ جب ایک مسلمان کے قلب میں خشیۃ اللہ پیدا ہوتی ہے تو وہ اپنے ہر کام میں رضائے ربانی کو مدِ نظر رکھتا ہے اور اس خوبی کی وجہ سے اس کو بُرے کاموں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور اچھے کاموں کی طرف رغبت اور میلان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ متقی شخص وہ ہوتا ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق ہو۔

بؔ۔ روزہ سے دوسری غرض اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعتراف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کا تصور بھی دل میں نہ آنے اور حقیقی توحید کا زبان اور دل سے اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے لئے وقف کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رمضان کے روزے ختم ہو جاتے ہیں تو عید الفطر کی نماز کی تقریب میں کثرت سے تکبیرات کہنے کا ارشاد ہے۔ اللّٰه اکبر، اللّٰه اکبر، لا اِلٰه اِلَّا اللّٰه، واللّٰه اکبر اللّٰه اکبر وللّٰه الحمد

جؔ۔ تیسری غرض روزوں سے اظہارِ شکر ہے۔ عربی زبان میں شکر کے معنی قدر کرنے اور پورا حق ادا کرنے کے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا حقیقی شکر یہ ہے کہ انسان جملہ اعضاء دماغ، دل، زبان، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کام کریں۔ اور ان اعضاء سے جائز کام لیا جائے۔ تب ایک انسان کہہ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہوں۔ رمضان میں عملی طور پر شکر کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ یہ وہ تین مقاصد ہیں جو آپس میں گہرا رابطہ رکھتے ہیں۔ اگر تقویٰ سے ذہنی طور پر انسان کو تیار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کی بڑائی کے اظہار اور شکر سے عملی طور پر انقلاب پیدا کرتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ تین خوبیاں حاصل ہو جائیں وہ زندگی کے ہر گوشہ میں کامران ہے اور ایسے معاشرہ کے افراد انتہائی خوش قسمت ہیں۔ کیونکہ اس قسم کے معاشرہ

سے باہمی تنازعات و مخاصمات بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔

روزہ ہر سال ایک مہینہ میں ہم سے اِس قسم کے تقاضے اور مطالبات کرتا ہے جس کا تعلق ہماری اجتماعی ٹریننگ سے ہے۔ وقت مقررہ پر روزہ رکھنا ہوتا ہے۔ اور وقت مقررہ پر ہی افطاری کرنی ہوتی ہے۔ اور جو مسلمان روزہ رکھتا ہے۔ باوجود پیاس کی شدت کے وہ پانی کی ایک بُوند بھی نہیں پی سکتا۔ بھوک کی حالت میں اسے کھانے کی طرف رغبت ہی نہیں ہوتی۔ یہ کتنا زبردست ایمان اور یقین ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ارشاد پر۔ یہ وہ خشیت اللہ کا مقام ہے کہ جس نے روزہ دار کے اندر قوتِ ایمان پیدا کر دی۔ جب امیر و غریب روزہ رکھتے ہیں تو ان کی معاشرت میں ایک نوع کی یگانگت اور مساوات ہوتی ہے۔ یہ فقراء اور پسماندہ طبقہ کے حقوق کی طرف توجہ دلانے کا عملی طریقہ ہے۔ امراء کو بھوک کے احساس کا تجربہ روزہ کے ذریعہ کروایا جاتا ہے۔

رمضان شریف میں تراویح اور تہجد کے لئے غیر معمولی اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ پیاس اور بھوک کی وجہ سے انسانی حس تیز ہو جاتی ہے۔ انسانی ضمیر اس عبادت اور فاقہ کی ریاضت کی صورت میں سوال کرتا ہے کہ میری قوم کے فقراء اور غرباء کا کیا حال ہوگا جن کو کھانے کے لئے میسر نہیں، جن کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ یتامیٰ اور بیوگان پر کیا گزرتی ہوگی۔ جو نانِ شبینہ کے محتاج ہیں۔ جن کے آرام اور زندگی کے سہارے شہر خموشاں میں دائمی نیند سو رہے ہیں۔ ایسی خاص اور پُر کیف فضا میں ہر عاقل یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ بلاشبہ روزہ ایک انقلابی تحریک ہے جو قوم میں یگانگت، وحدت، باہمی محبت، اخوت، مساوات، مواسات، محنت اور شدائد کی برداشت، اطاعت، حسنِ سلوک، امیر اور فقیر کے تعلقات میں اعتدال۔ صلہ رحمی۔ عفت، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ اور کامل انہماک، اور سب سے بڑھ کر روزہ خشیت اللہ پیدا کرتا ہے۔ ارکانِ اسلام میں سے روزہ عالمی اسلامی بجہت اور برادری کی تکوین کرتا ہے۔ جو مکان اور زمان کی پابندی سے آزاد ہے ؎

نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

دوسری طرف روزہ کی وجہ سے فخر و تکبر، انانیت، دھوکہ، بدعہدی، جھوٹ، نفس پروری، اسراف، رشوت سُود، شراب نوشی، سنگدلی، بے حیائی، اور بدکاری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہی بعثتِ محمدیہ کی بنیادی غرض ہے۔ اور یہی رسالتِ محمدیہ کا فلسفہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ یعنی سُن رکھو اور اس امر کو ذہن نشین کر لو۔ کہ میری بعثت کی غرض صرف یہ ہے کہ میں دنیا میں اخلاقی محاسن و مکارم کی تکمیل کروں اور یہ خوبی مکمل صورت میں صرف روزہ کے ذریعہ ہی قوم میں پیدا ہو سکتی ہے۔ روزہ کے ذریعہ جہاں انفرادی اخلاق ابھرتے ہیں وہاں قومی اخلاق بھی ترقی کرتے ہیں۔

لگاتار فاقہ اور بھوک کی عادت سے اور پیاس کی برداشت سے زبان کے مختلف تکلفات اور چسکوں سے انسان بچ جاتا

ہے جس سے استقامت حاصل ہوتی ہے اور جفاکشی کی عادت بڑھ جاتی ہے۔ انسانی زندگی کے لئے یہ خوبیاں بہت ہی کارآمد ہیں۔ حضرت رسول انور صلے اللہ علیہ وسلم استقامت کی بہت تلقین فرمایا کرتے تھے۔

ایک اور فائدہ روزوں سے یہ ہے کہ مسلسل بھوک اور پیاس کی برداشت سے انسان کی بہیمیت اور حیوانیت کا احساس کمزور ہو جاتا ہے۔ عیاشی اور فحاشی اور دوسری مصنوعی خواہشات دب جاتی ہیں۔ اور اس طریقہ سے دل و دماغ متاثر ہوتے ہیں۔ جیسا شخص بدنظری اور بدعملی سے رُک جاتا ہے اور ایسے انسان میں ضبط و نظم کی پابندی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خود اعتمادی کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ الغرض روزہ اسلام کا وہ عظیم الشان رکن ہے۔ جس کی افادی حیثیت مسلم ہے اور جسے امتیازی پوزیشن حاصل ہے۔ اسلامی معاشرہ میں روزہ بدیوں سے رُکنے اور نیک اعمال کے بجالانے کے لئے محرک ہے کیونکہ روزہ انسان کو محاسبۂ نفس کے لئے توجہ دلاتا ہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ بھی یہ ہے کہ اس میں روحانی تپش ہوتی ہے جو ایمانی حرارت میں اضافہ کرتی ہے۔ عربی زبان میں رمض کے معنی پتھروں کی گرمی یا سورج کی گرمی کے ہیں۔ رمضان کی جمع رمضانات۔ رماضین۔ ارمضاء۔ ارمضۃ ہے۔ (المنجد)

―――― (۲) ――――

فضائل روزہ احادیث نبویہ کی روشنی میں

اسلام میں روزہ کے کیا فضائل ہیں؟ روزہ کیوں اور کیسے رکھا جاتا ہے؟ اس غرض کے لئے احادیث الرسولؐ کا مفید مجموعہ پیش کیا جاتا ہے۔ تا قارئین کو معلوم ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ جیسے رکن اسلام کی کتنی عظیم الشان اہمیت بیان فرمائی ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور اتباع میں ہی قوم اور شخص کی زندگی ہے۔

جنت کے دروازے کھلنے کا ماہِ مبارک

حضور انور فرماتے ہیں:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان اوّل لیلۃ من شھر رمضان صفدت الشیاطین و مردۃ الجنّ وغلّقت ابواب النار فلم یفتح منھا باب و فتحت ابواب الجنّۃ فلم یغلق منھا باب و ینادی منادٍ یا باغی الخیر اقبل، ویا باغی الشرّ اقصرؕ وللہ عتقاء من النار و ذلک کلّ لیلۃ (ترمذی)

یعنی حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت ماہ رمضان کی پہلی رات شروع ہوتی ہے شیطان اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کا کوئی دروازہ مطلقاً نہیں کھولا جاتا۔ جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اسے طالب خیر! نیکی کی طرف متوجہ ہو اور اسے بُرائی کا ارادہ کرنے والے! تو فوری طور پر بدی سے رُک جا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ اس ماہِ رمضان میں کئی لوگوں کو آگ کے عذاب سے آزاد فرماتا ہے۔ اور یہ کارروائی رمضان کے ماہ میں ہر روز ہوتی ہے۔"

اللہ! اللہ! ماہِ رمضان کی فضیلت اور روزوں کے محاسن پر یہ حدیث کیسی جامع و مانع ہے۔ اس حدیث میں دریا کو کوزہ میں بند کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ دراصل روزہ کے جملہ احکام و مسائل اسے فرزندانِ توحید کا رجحان نیکی کو سعادت کی طرف غیر معمولی طور پر بڑھ جاتا ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے آزاد اور آوارہ مزاج اشخاص بھی اپنے طور و طریق رمضان میں بدل لیتے ہیں۔ دراصل یہ اس غیبی نداء کا ہی اثر ہے جس کا اظہار اس حدیث میں کیا گیا ہے۔

یہ کیسا مبارک مہینہ ہے ماحول میں یکایک تبدیلی آجاتی ہے۔ ہر طرف ذکر الٰہی، تلاوت قرآن کریم، درس قرآن مجید و حدیث نبوی، وعظ و نصیحت کی مجالس کا انعقاد۔ امراء فقراء کی خدمت کرتے ہیں۔ الغرض یہ مبارک مہینہ نیکی کی نداء کرتا ہے۔

شیطانی خیالات سے رُکنے کا مہینہ

۲۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنۃ و غلقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین (البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا آغاز ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو اس مبارک ماہ کے فضائل اور خصائص اخلاقیہ سے باوجود معلوم کرنے کے فائدہ نہ اٹھائے۔ یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ہے کہ چونکہ اللہ کے نیک بندے اس ماہ میں شب و روز

خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود رہتے ہیں اور ان کو اس نیکی اور عبادت کی عام فضا میں اطاعت ربانی کی توفیق ملتی ہے۔ لہٰذا ان تمام امور کے نتیجہ میں ان لوگوں کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے ان پر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطانی ماحول اور غلبہ ان کو زیر نہیں کر سکتا۔ شیطان ایسے نیک اشخاص کے سامنے عاجز اور بے بس ہو جاتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کسی بھائی کو دوسرا رمضان دیکھنے کا اتفاق ہو یا نہ ہو۔ ان خوشکن الفاظ کے ہوتے ہوئے رمضان کو غنیمت اور نعمتِ عظمےٰ یقین کرنا چاہیئے ؎

رحلت کی صدا ہے دھڑکنا دل کا
چل کے دنیا سے بس اب قبر میں کرنا ہے قیام

رمضان سخاوت اور خیرات کا مہینہ ہے

۳۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر وکان اجود ما یکون فی رمضان کان جبرئیل یلقاہ کل لیلۃ فی رمضان یعرض علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم القراٰن فاذا لقیہ جبرئیل کان اجود بالخیر من الریح المرسلۃ (البخاری)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مال کی سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ رمضان المبارک میں آپ کی یہ عادت اور بھی زیادہ ترقی کر جاتی۔ رمضان کی ہر رات میں جبرئیل آپؐ سے ملا کرتے۔ اور حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن مجید کا دور سنایا کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل آپؐ سے ملتے تو آپؐ کی سخاوت اور خیرات خدا کی بھیجی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ ہوا کرتی تھی۔"

چونکہ رمضان شریف میں فاقہ اور اکل وشرب کا پرہیز انسان کو قوتِ احساس دلاتا ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر انسان فقراء اور مساکین کی خدمت کرنے پر بھی مجبور ہوتا ہے۔ اس حدیث میں قوم کے ماہرین معاشیات واقتصادیات کو در اصل لطیف پیرایہ میں فقراء اور پسماندہ طبقہ کے حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جس قوم کا امیر طبقہ محتاج طبقہ کے حقوق کی ادائیگی کی طرف نظر التفات نہیں کرتا۔ اس معاشرہ میں حسد غیبت اور نفرت کے جذبات پنپتے ہیں جس سے باہمی اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو جاتی ہے۔

روزہ اور قرآن کی سفارش

۴۔ عن عبداللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام

والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام ای رب انی منعتہ الطعام والشہوات بالنہار فشفعنی فیہ ویقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان۔ (البیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے (یعنی اس مومن بندے کی جو دن کے وقت تو روزہ رکھے اور رات کے وقت تلاوت قرآن کو لسیم کرے) چنانچہ روزہ (لسان حال سے) کہے گا کہ اے میرے خدا میں نے اس بندے کو کھانے اور خواہشات سے دن کے وقت روکے رکھا۔ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو رات کے وقت سونے سے روکے رکھا۔ اس لئے اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ یہ دونوں سفارشیں (روزہ اور قرآن کی) قبول ہو جائیں گی۔

کس قدر عظیم الشان بشارت ہے ایسے لوگوں کے لئے جو اس ماہِ مبارک میں روزہ جملہ آداب و شرائط کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اور رمضان کے خاص آسمانی تحفہ قرآن کریم کی نہ صرف تلاوت کرتے ہیں بلکہ اس کے معانی و معارف کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے خوب فرمایا ہے کہ :۔

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے ان کو آسمان پر عزت دی جائے گی۔"

روزہ کا بنیادی مقصد

۵:۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ۔ (البخاری)

"حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنے اور اس پر عمل کرنے سے نہیں رکتا تو اللہ تعالےٰ کو اس امر کی ہرگز ضرورت نہیں کہ ایسا آدمی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔"

روزہ کی حالت میں انسان کو اپنے جذبات احساسات اور خواہشات کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ جملہ مرغوبات اور لذائذ کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ روزہ دار کو پیاس لگ رہی ہوتی ہے۔ پانی موجود ہے۔ مگر ایک وقت مقررہ تک

اس کے واسطے یہ پانی پینا حرام ہے۔ انسانی نفس ایک چیز کی خواہش کرتا ہے۔ مگر حکم ربانی اور رضائے الٰہی مانع ہے کہ وہ اپنی خواہش کو پورا کرے۔ لیکن ان حالات میں بھی اگر اس شخص کی زبان جھوٹ بولنے سے نہیں رکتی۔ اس کا دل مختلف اوہام او روساوس سے بیمار ہے چغلی غیبت اور دوسروں کے خلاف شرارت کرنے میں مصروف ہے تو اللہ تعالیٰ کو ایسے بندے کے روزہ کی ضرورت نہیں۔ روزہ تو نفس کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ اور اگر روزہ اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ تو ایسا شخص یقیناً یقیناً روزہ کی غرض و غایت کو سمجھ نہیں سکا۔ اور ایسے شخص کا بھوکا اور پیاسا رہنا محض مصیبت ہے۔

جھوٹ تمام معصیت اور گناہوں کا بنیادی سبب ہے۔ اس لئے اس کا بالخصوص ذکر کیا گیا ہے۔ عدالتوں میں جھوٹی شہادت دینا یا دلوانا یا جھوٹ کے ذریعہ ناجائز روپیہ کمانا، یا ناجائز کاموں میں مشغول رہنا، ایسے لوگوں کے لئے روزہ کا کیا فائدہ؟

عربی زبان میں الزور کے معنے جہاں جھوٹ، شرک اور باطل کے ہیں وہاں مجلس الغناء، گانے اور موسیقی کی مجالس اور سوسائٹی کے بھی ہیں۔ ان معنوں کی رُو سے اس حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ جملہ منکرات ومعصیات حرام ہیں۔ رشوت۔ ملاوٹ اور موجودہ ناچ و موسیقی کی سوسائٹیاں جو انسان سے خشیت اللہ کو بالکل دُور کر دیتی ہیں وہ سب حرام ہیں، کیونکہ معاشرہ میں یہ امور انسان کو خدا تعالیٰ سے غافل کر دیتے ہیں۔ اور روزہ ان باتوں سے انسان کو روکنا چاہتا ہے۔ کیونکہ روزہ کی انسانی تاثیرات انسان کے دل و دماغ، زبان، ذہن اور جملہ اعضاء پر ہونی چاہئیں اگر کوئی شخص گناہ کے اعمال کرتا رہے تو خدا تعالیٰ کو ایسے روزہ کی ضرورت نہیں ہے۔

رشوت کا لینا اور دینا بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ اور باطل ہے اور ایسے لوگ سوسائٹی کے لئے ناسور ہیں جو رشوت کے بغیر کام کرنا جانتے ہی نہیں ہیں۔

روزے، تہجد، تراویح اور لیلۃ القدر کی عبادت

۶۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہٗ ما تقدّم من ذنبہ ومن قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہٗ ما تقدّم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً غفرلہٗ ما تقدّم من ذنبہ (البخاری)

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے، کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی خاطر نیک نیتی سے رکھے گا اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے

اور اسی طرح وہ شخص جس نے رمضان کی راتوں میں نوافل (تہجد و تراویح) پڑھے اس کے بھی گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے نوافل ادا کرے گا۔ اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص روزہ صرف اس لئے رکھتا ہے کہ میرے ساتھی، دوست اور پڑوسی روزہ رکھتے ہیں۔ میں بھی ان کی رِیس میں روزہ رکھ لوں۔ تاکہ کوئی انگشت نمائی یا اعتراض نہ کر سکے جو میری بدنامی کا موجب ہو۔ اور میں اپنے ساتھیوں کی نگاہ میں حقیر نہ ہو جاؤں۔ تو ایسے روزہ سے وہ مفید نتیجہ ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جس غرض کے لئے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ ایسے روزے دکھاوے اور ریاء کے روزے ہیں۔ مگر اس کے برعکس جو شخص روزہ کے روحانی امور اور اس کی ظاہری و باطنی خصائص و حکمتوں سے کما حقہ واقف اور آگاہ ہے۔ اور اس رکن کی ادائیگی صرف رضائے الٰہی کی خاطر کرتا ہے۔ تو یہ روزہ سراسر برکت، ایمان اور ثواب کا حامل ہے۔

میں اس جگہ اس امر کا بھی اظہار کر دوں کہ ایمان اور احتساب دو اسلامی اصطلاحات ہیں۔ جن کے مفہوم میں یہ امر شامل ہے کہ ہر عمل کی اساس اور اس کا محرک اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان کو دل و جان سے ماننا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ اس روح اور نیک جذبہ سے ایک انسان کا تعلق خدا تعالےٰ سے ہوتا ہے۔ اور اگر یہ جذبہ مفقود ہے۔ تو پھر ہر قسم کے اعمال بے نتیجہ ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں قال اللہ اور قال الرسولؐ پر عمل کرنا سراسر برکت اور رحمت کا باعث ہے۔ اور ہماری جملہ مشکلات کا تریاق بھی اسی میں ہے۔

روزے کی تمام عبادتوں پر فضیلت

۷۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبع مائۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند الفطر وفرحۃ عند لقاء ربہ ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک والصیام جنۃ فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ دس گنے سے سات سو گنے تک بڑھایا جاتا ہے لیکن خدا تعالےٰ نے فرمایا

ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں خود دوں گا (یعنی اس کے بدلہ کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ غیر محدود ہے) روزہ رکھنے والا اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے روزہ رکھنے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک خالص کستوری سے بھی بہتر ہے۔ اور روزے ڈھالیں ہیں۔ جس دن کسی کا روزہ ہو۔ وہ نہ فحش بات کرے۔ اور نہ ہی شور و غل کرے۔ اگر کوئی اسے گالی دیوے یا اس کے ساتھ جھگڑا کرے۔ تو یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔

تشریح:۔ اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہیں:۔

۱۔ نیک عمل کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم از کم دس گنا اور زیادہ سے زیادہ سات سو گنا تک ہے اور روزہ کے اجر کی کوئی حد نہیں ہے۔

۲۔ روزہ رکھنے والے کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور ایک اللہ تعالیٰ سے ملنے کے وقت۔ روزہ کی وجہ سے روحانیت تیز ہو جاتی ہے۔ اور یہی روحانیت وصال الٰہی کا باعث بنتی ہے۔ اور اس شخص کو دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

۳۔ روزہ رکھنے سے بعض اشخاص کے منہ میں ایک قسم کی بو پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بو پسندیدہ ہے ناپسندیدہ نہیں۔ کیونکہ یہ فاقہ جس کے نتیجہ میں یہ کیفیت منہ میں پیدا ہوتی ہے محض رضاء ربّانی کی خاطر کیا جاتا ہے۔

۴۔ ہر شخص کا اپنا اپنا ذوق ہے۔ میرا یہ یقین ہے کہ روزہ کی بنیادی غرض اور اس کے جملہ مقاصد عالیہ الرسول العربی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "الصّیام جنّۃ" میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ قرآن کریم روزہ کی غرض بیان کرتے ہوئے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ بیان کرتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ تم ہر قسم کی خرابیوں اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔ لفظ تقویٰ وقایۃ سے ہے۔ جس کے معنی احتیاط بچنے اور پردہ کے ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم روزوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ روزے تو دراصل ڈھال ہیں

سُبحان اللہ کیسی مطابقت ہے فکری اور معنوی رنگ میں جو قرآنی الفاظ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں پائی جاتی ہے۔ ڈھال دشمن کے حملہ سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور بوقت اور عندالضرورت دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے۔ یہی حالت انسان کی ہے بعض دفعہ

انسان ایسے ماحول میں ہوتا ہے کہ ہر طرف اس کو شیطانی اوہام اور وساوس کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر اس کے نفس میں روزہ کی وجہ سے صبر، ضبطِ نفس اور تحمل جیسی خصوصیات پیدا ہو چکی ہیں تو بلاشبہ روزہ انسانی نفس کے لئے بمنزلہ ڈھال کے ہے۔ کیا وہ شخص جس کے پاس اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال ہوگی۔ اس پر کوئی شخص حملہ کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ ہر کس و ناکس ایسے شخص سے محتاط ہو جاتا ہے۔ سو اسی طرح شیطانی خیالات اور بداثرات ایسے شخص پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ روزہ کی وجہ سے اس قسم کے اخلاق اور خصوصیات سے متصف ہو جاتا ہے کہ وہ ایک طرف شیطان پر حملہ اور وار کر سکتا ہے اور دوسری طرف قوت مقاومت کی وجہ سے وہ شیطان کے حملہ سے بھی بچ سکتا ہے۔ اور یہی وہ عظیم مقصد اور بنیادی غرض ہے جو اسلامی روزوں کا نتیجہ ہے۔ دوسرے مذاہب کے روزے اس خوبی سے عاری ہیں۔

۵۔ روزہ رکھنے والا ہر قسم کے لغو کاموں سے احتراز کرے۔ فحش کلام از قسم گالی گلوچ سے بچے اور زبان کے آداب کو ملحوظ رکھے۔ اور اگر کوئی شخص روزہ دار کے ساتھ زیادتی کرے۔ اور نازیبا کلمات استعمال کرے تو وہ اس کو کہہ دے کہ بھائی میں تو روزہ سے ہوں۔ یعنی روزہ کی غرض تو لغو باتوں سے احتراز ہے۔

صبر و ضبط کا بہترین ریفریشر کورس

۶۔ الصوم نصف الصبر والصبر نصف الایمان۔

روزہ تو آدھا صبر ہے اور صبر کرنا ایمان کا نصف حصہ ہے۔

ہمارے معاشرہ میں بہت سی قباحتوں اور تنازعات کا صحیح تریاق اعظم صبر ہے۔ اگر صبر جیسی خوبی انسان میں پیدا ہو جائے تو بہت سی مشکلات حل ہو جائیں۔ صبر انسان کو ایثار کی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور انانیت ختم ہو جاتی ہے صبر سے بردباری اور قوت برداشت پیدا ہوتی ہے۔ صبر و ضبط کا بہترین ریفریشر کورس روزہ ہے۔

دُعاؤں کا مُبارک مہینہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، دعاؤں کا مہینہ ہے"۔

(الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۱ء)

وقت کے تقاضے

(از محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا)

الٰہی جماعتوں پر دو دور آتے ہیں ایک تکالیف اور قربانیوں کا۔ دوسرا فتح وظفر کا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے بنی اسرائیل کو ابتداء میں پہلے سے بھی بڑھ کر خطرات برداشت کرنے پڑے۔ حتیٰ کہ انہوں نے موسےٰ علیہ السلام سے کہا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (الاعراف رکوع ۱۵)

ترجمہ۔ تیرے آنے سے پہلے بھی ہمیں تکلیف دی جاتی تھی اور جب تُو ہمارے پاس آیا ہے، اس وقت سے بھی ہم کو تکلیف دی جاتی ہے۔ حضرت موسےٰ نے جواب دیا کہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو تباہ کردے اور ملک میں تم کو اپنا جانشین بنادے۔ اور پھر دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو یعنی دنیا کے آراموں میں پڑ کر سست اور غافل ہو جاتے ہو یا اللہ تعالےٰ کے احکام کو یاد رکھتے ہو اور دنیا حاصل ہونے کے باوجود دنیا کو نہیں بھولتے

پہلے دور میں بنی اسرائیل پر بڑے بڑے نازک وقت بھی آئے۔ اور جب فرعون اپنے لشکروں سمیت ان کا پیچھا کر رہا تھا تو انہوں نے یہی سمجھا کہ اب ہم پکڑے گئے۔ اور مارے گئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے انہیں بچالیا۔ اور ان کے دشمن فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کردیا۔ اور اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بَارَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ (الاعراف رکوع ۱۶)

ترجمہ۔ اور ہم نے اس قوم کو جو انتہائی کمزور سمجھے جاتے تھے اس ملک کے مشرقی حصوں کا بھی اور مغربی حصوں کا بھی وارث بنا دیا۔ جسے ہم نے برکت دی تھی۔ اور تیرے رب کی نہایت عمدہ بات بنی اسرائیل کے حق میں پوری ہوئی بوجہ اس کے کہ انہوں نے صبر سے کام لیا۔ اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ بنا رہے تھے اور جو بلند عمارتیں کھڑی کر رہے تھے ان سب کو ہم نے توڑ دیا۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ بنی اسرائیل نے بڑے کٹھن اور مشکل حالات میں صبر سے کام لیا۔ اور ایمان کے نتیجہ میں جو خطرات پیش آئے انہیں برداشت کیا۔ تب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کے حق میں کہی ہوئی

بات جو ان کے لئے ہر قسم کی خیر و برکت ملنے ہوئے تھی پوری ہوئی اور ان ساری تکالیف اور قربانیوں کو آرام اور راحت سے بدل دیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوا جو غریب لوگ آپ پر ایمان لائے ان کو بے قد تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ اور تین سو سال کا لمبا عرصہ وہ مخالفین کا تختہ مشق بنے رہے۔ یہاں تک کہ زمین ان پر تنگ کر دی گئی۔ اور انہیں اپنے رہنے کے لئے زمین کے نیچے سہ منزلہ تہ خانے بنانے پڑے تاکہ ان کا پیچھا کیا جائے تو وہ دوڑ کر ایسی گلیوں میں چھپ سکیں جہاں دوسرے اندھیرے اور ڈر کی وجہ سے نہ جا سکیں۔ ان میں راستے بھی ایسے بنائے کہ ان میں سے بعض کچھ فاصلہ پر جا کر بند ہو جاتے اور پیچھا کرنے والوں کو واپس لوٹنا پڑتا۔ اور اس طرح سے ان عیسائیوں کو ادھر اُدھر بھاگ کر چھپنے کی گنجائش مل جاتی۔ ان کے سکول اور عبادت گاہیں بھی انہی تہ خانوں میں بنائی گئیں۔ روم میں ایسے ظالم بادشاہ بھی ہوئے۔ جو اپنی تفریح کی خاطر کسی عیسائی کو پکڑوا کر اس پر تیل ڈالکر اپنے محل میں مچان پر چڑھا کر انہیں آگ لگا دیتے۔ اس وقت کے عیسائیوں نے ایمان کی حفاظت کی اور یہ سب کچھ برداشت کیا۔ اور ایک کے بعد دوسری نسل آئی۔ دوسری کے بعد تیسری۔ اور پھر چوتھی اور پانچویں اور اس طرح تین سو سال گزر گئے۔ اور ان مظالم میں کمی نہ ہوئی۔ تب یکدم اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے ان کے حالات کو بدل دیا۔ رومی سلطنت عیسائی ہو گئی اور ان عیسائیوں کی پوجا ہونے لگی جنہوں نے ایمان کی خاطر قربانیاں دی تھیں۔ عیسائیت پر فتح و ظفر کا دور آ گیا لیکن کیا یہ دوسرا دور زیادہ پیارا معلوم دیتا ہے۔ یا وہ پہلا تکالیف اور قربانیوں کا۔ ظاہر ہے کہ دلوں کو کھینچنے والا پہلا ہی دور ہوتا ہے۔ دوسرے میں تو کوئی خاص بات نہیں رہتی۔ پہلے دور کی مثالیں دنیا میں یاد رکھی جاتی ہیں۔ اور پژمردہ دلوں کو گرمانے کا موجب بنتی ہیں۔ اور خدا کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

عیسائیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کا دور لایا اس سے پہلے جیسے یہ جو نظارے ہمیں نظر آتے ہیں وہ دنیا نے پہلے نہ دیکھے تھے۔ ایمان لانے والوں کو بھیڑوں اور بکریوں کی طرح ذبح کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اُف تک نہ کی۔ انہیں عرب جیسے ملک کی تپتی ریتوں پر ننگے بدن لٹایا گیا۔ اور اوپر وزن بھی دیئے گئے تا وہ ہل نہ سکیں لیکن پھر بھی ان کے منہ سے خدائے واحد کے نام کے سوا کچھ نہ نکلا۔ انہیں دہکتے ہوئے کوئلوں پر بھی لٹایا گیا۔ جس سے ان کے بدن کے چمڑے بُری طرح جل گئے اور ساری عمر ٹھیک نہ ہو سکے۔ لیکن ان کے دلوں میں خدا کی محبت کی گرمی ان کوئلوں سے زیادہ شدید تھی وہ کوئلوں کی گرمی پر غالب آ گئی۔ اور اس سے بے پروا کر دیا۔ ان کو اپنے پیارے اور محبوب آقا سردار سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم سمیت قریباً اڑھائی سال کی لمبی مدت تک ایک جگہ ہی قریباً محصور کر دیا گیا۔ جہاں انہیں کھانے پینے کی چیزیں میسر آنی بھی بند ہو گئیں۔ آسمان اس وقت دیکھ رہا تھا کہ

وہ پیارا وجود جس کی خاطر زمین و آسمان بنائے گئے تھے اور جو ساری کائنات کا خلاصہ تھا اور اس خدائے عظیم کو سب سے زیادہ عزیز، اس کو کھانے کی چیزوں سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ اور وہ اور اس کے جاں نثار بعض دفعہ درختوں کے پتوں پر گزارہ کرتے ہیں۔ وہ بھی میسر نہیں آتے تو اپنی جوتیوں کے چمڑے بھون کر اپنی بھوک کے علاج کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن انہیں اسی حال پر رہنے دیا گیا تا آنے والے دیکھیں کہ اس خدا کی محبت میں کیا کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ قریب تھا کہ ان کے مصائب پر آسمان پھٹ جاتا اور زمین اندھیری ہو جاتی۔ لیکن اندھی دنیا کو بینائی اسی طرح دی جا سکتی تھی۔ دنیا ان نظاروں کو کبھی نہیں بھول سکتی۔ اور روشنی چاہنے والے اس سے روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔

پھر ان نہتوں کو جنگوں کی آگ میں بھی گھسیٹا گیا کفر کی سب طاقتیں اکٹھی ہو کر ان پر چڑھ گئیں لیکن انہوں نے اس پر بھی صبر سے کام لیا اور نہ سست ہوئے نہ کمزوری دکھائی۔ ان کی کمریں خدا کی محبت کے زنجبیلی شربت سے مضبوط کر دی گئیں اور انہیں خم نہ آیا۔ وہ خدا کی عجیب مخلوق ثابت ہوئی۔ واقعی کائنات کا نچوڑ۔ واقعی اپنے دل و جان سے اپنے خدا پر نثار اور اس کی محبت کے نشے میں مست۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

ان پر دوسرا دور بھی آیا جب ان کے مصائب کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اور فتح و ظفر نے ہر میدان میں ان کے قدم چومے۔ اور وہ گداؤں سے بادشاہ بن گئے۔ وہ ایک عظیم طوفان کی طرح تمام دنیا پر چھا گئے۔ اور کوئی چیز ان کے سامنے ٹھہر نہ سکی لیکن جو لطف اور سرور اور جو جذب اور کشش ان پہلے دور میں ہے وہ دوسرے میں کہاں۔ انہوں نے اپنے ایمان اور وقت کے سارے تقاضوں کو پورا کیا۔ اور کیا خوب پورا کیا۔ دل چاہتا ہے کہ انسان ہو تو ایسے لوگوں کا۔

لیکن اس عظیم امتحان کے وقت میں کچھ لوگوں کا ایمان سطحی ہوتا ہے۔ وہ منہ سے کہتے تو یہی ہیں کہ وہ ایمان لائے لیکن وہ اس میں غلطی خوردہ ہوتے ہیں۔ وہ ایمان جڑیں نہیں رکھتا۔ جب تک ایمان کی جڑیں خدا کی معرفت اور محبت کے پاک چشمہ میں نہیں جاتیں وہ خشک ہو جاتا ہے۔ اور کوئی پھل نہیں لاتا۔ اور ذرا ذرا سے ابتلاء کے وقت بھی خدا تعالیٰ سے شاکی ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ماموروں اور ان کے خلفاء پر اعتراض کرنے والا۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ط (عنکبوت رکوع ۲)

یعنی لوگوں میں بعض ایسے بھی جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے لیکن جب انہیں اللہ کے راستہ میں کوئی

تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لوگوں کی ایذارسانی کو خدا کا عذاب سمجھتے ہیں۔ درحقیقت ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہوتا ورنہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے گھبرا نہ جاتے۔ اور یہ نہ کہنے لگ جاتے کہ ہم اچھا ایمان لائے کہ لوگوں کی طرف سے ہم پر مصیبتیں ڈالی جاتی ہیں۔ اگر وہ ثابت قدمی دکھلاتے اور ان ابتلاؤں کو خدا کے قرب کا ذریعہ یقین کرتے تو ٹھوکر سے بچ جاتے۔ اور خدا کی حفاظت میں آجاتے۔ اور وہی مصائب ان کے لئے راحتوں کا موجب ہو جاتے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

لنا عند المصائب یا حبیبی ⁂ رضاء ثم ذوق وارتیاح

یعنی اے میرے پیارے مصیبتوں کے وقت ہمارا تو یہ حال ہوتا ہے کہ پہلے ہم ان پر راضی ہو جاتے ہیں پھر ان میں ذوق محسوس کرتے ہیں اور بالآخر ان میں راحت پاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کے لئے بھی یہی دو دور مقدر ہیں۔ اس وقت ہم پہلے دور میں سے گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ کب تک رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ضرور فرمایا ہے کہ یہ اتنا لمبا نہیں ہوگا جتنا عیسائیت پر آنے والا دور تھا۔ لیکن یہ بعثت ثانیہ چونکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جمالی بعثت ہے۔ اس لئے حضور کی پہلی جلالی بعثت کی نسبت زیادہ وقت لے گا۔ جلال اپنا کام جلد کرلیتا ہے لیکن جمال وقت لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جن کو ایمان لانا نصیب ہوا ان کی بھاری اکثریت ایسے جاں نثاروں کی ہے جنہوں نے اپنی راستبازی اور اپنی قربانیوں اور شدائد و مصائب پر صبر کرنے سے اپنے ایمان کا ثبوت دیا۔ دنیا نے ان کو پیس ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ سست ہوئے نہ کمزور۔ بلکہ ہر مشکل کے وقت ان کا دل خدا کی محبت سے بھر گیا۔ اور اس مشکل کا برداشت کرنا ان کے لئے حد درجہ آسان ہو گیا۔ انہوں نے قربانی اور وفا کے وہ نمونے دکھلائے کہ رہتی دنیا تک ان کو یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے اپنی جانیں بھی خدا کے لئے دیں، اپنی عزتیں اور مال بھی دیئے۔ اپنی آسائشیں اور آرام بھی اس کے لئے قربان کئے۔ انہوں نے سوائے خدا اور اس کے رسول کے اور کسی چیز کو اپنے دل میں جگہ نہ دی۔ عبادتِ الٰہی ان کی غذا ہو گئی اور فدائیت ان کی سرشت بن گئی۔ ان پر خدا کی بے شمار رحمتیں ہوں۔

لیکن ہم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو مصائب اور تکالیف کے وقت گھبرا جاتے ہیں اور انہیں خدا کا عذاب سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ اس آیت کا مصداق بنتے ہیں فَإِذَآ أُوذِيَ فِي اللهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللهِ ۔ اس میں شک نہیں کہ جن مشکلات میں ہمیں مبتلا کیا جاتا ہے۔ وہ سخت ہوتی ہیں کبھی کسی طرح سے اور کبھی کسی طرح سے ہمیں پامال اور بے عزت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہمیں گالیاں دینی ثواب خیال کیا جاتا ہے۔ ہماری طرف باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ جو ہمارے وہم میں بھی نہیں ہوتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان باتوں پر گندا مذاق

کیا جاتا ہے۔ جو موتیوں اور جواہرات سے بھی لاانتہا گنا زیادہ قیمتی ہیں اور اس قابل ہیں کہ انسان ان پر بار بار قربان ہو۔ اس وقت ان کہنے والوں کی بدبختی پر حیرت ہوتی ہے۔ ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے عدالتوں سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ غرضیکہ ایذا رسانی کے کسی پہلو کو چھوڑا نہیں جاتا۔

لیکن یہ دور ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا کی چکی بالآخر ماموران الٰہی کے دشمنوں کو پیس ڈالتی ہے اور انہیں خدا کے قہر اور عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اور کمزور کو طاقتور بنا دیا جاتا ہے اور ظالموں پر مسلّط کیا جاتا ہے۔ اس نے پہلے بھی ہمیشہ ایسا کیا اور اب بھی ایسا ہی کرے گا۔ اس کی سنت بدلتی نہیں۔ اور ہمیں اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ دوسرا دور کوئی زیادہ دُور بھی نہیں۔ لیکن جب تک یہ پہلا دور ہے اس وقت تک ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم اس کے تقاضوں کو پورا کریں اور اپنی قربانیوں سے اپنے ایمان کو ثابت کریں اور دنیا کی ہر عزت اور آسائش سے بے نیاز ہو کر خدا کی محبت کا ثبوت دیں۔ اور ایک ایسا نمونہ صدق اور راستبازی اور ہمدردیٔ مخلوق اور اطاعتِ خالق کا دکھائیں کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد وہ کہیں نظر نہ آیا ہو۔ خدا کی خاطر قربانیوں کے دن روز روز نہیں آتے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ان کی توفیق دئے جاتے ہیں۔ اور ان میں لذّت پاتے ہیں سنہری حروف سے لکھے جانے والا یہی دَور ہوتا ہے۔ دوسرے میں تو دنیوی شان و شوکت کی وجہ سے ایمان بھی بمشکل سلامت رہتے ہیں۔

یہ کس طرح ہو کہ ہم میں سے ہر ایک یہ قربانی ادا کرنے والا ہو۔ یہ کس طرح ہو کہ ہم قربانیوں کے لئے کسی اور کا انتظار کرنے والے نہ ہوں بلکہ خود ہی اس ذمہ داری کو ادا کرنے والے بنیں۔ یہ کس طرح ہو کہ کسی امتحان کے وقت بھی ہم سے کمزوری سرزد نہ ہو اور ہم مضبوطی سے خدا کی رسّی کو پکڑے رکھیں۔ اے قادر خدا تو ہی ہے جو ایسا کر سکتا ہے سو ہم پر اپنا رحم اور کرم فرما۔ اور ہمیں ان تقاضوں کے پورا کرنے کی توفیق بخش۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ آمین یا ارحم الراحمین۔

آسائش کی حقیقی راہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مومن کو حقیقی راحت اور آسائش کے لئے رو بخدا ہونا چاہیئے۔ جو مومن آسائش کی زندگی چاہتے ہیں وہ خدا تعالےٰ پر بھروسہ کریں اور اس کے سوا اور کسی پر بھروسہ نہ کریں۔" (ملفوظات ششم صفحہ ۳۲۷)

اھم مرکزی اعلانات

امتحان انصار اللہ سہ ماہی چہارم

انصار اللہ سہ ماہی چہارم کے امتحان کے لئے "فتح / دسمبر برائے ربوہ اور ۱۳ فتح / دسمبر برائے بیرونجات کی تاریخیں مقرر ہیں۔ اس امتحان کا نصاب مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ توضیح مرام

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین الہامی دعائیں

از راہ کرم انصار صاحبان اس امتحان کی تیاری شروع فرما دیں۔ اور زعماء / زعماء اعلیٰ اطلاع دیں کہ ان کی مجلس سے کتنے انصار اس امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ تاکہ اس کے مطابق پرچے بھجوائے جا سکیں۔ توضیح مرام کی کتاب الشرکۃ الاسلامیہ سے مل سکتی ہے۔ جس کی قیمت پچاس پیسے ہے۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مجالس انصار اللہ اور وقار عمل

ایک عرصہ تک مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبر رہنے کے بعد جب چالیس سال کی عمر ہو جانے پر ہم مجلس انصار اللہ کے ممبر بنتے ہیں تو وقار عمل لازمی طور پر ہماری عادتِ ثانیہ بن جاتا ہے لیکن یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ عادت کو قائم بھی رکھا جا سکتا ہے اور اسے چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔ اگر جوانی کی اس مفید عادت کو ہم التزام کے ساتھ قائم رکھنے کی کوشش نہ کریں تو یہ عادت چھوٹ جائے گی اور ہم دیگر نقصانات کے علاوہ یہ نقصان بھی اٹھائیں گے کہ زندگی کے ایسے حصہ میں جس میں تھوڑی بہت جسمانی مشقت صحت کے برقرار رکھنے کے لئے ازبس ضروری ہے ہم اس سے محروم ہو جائیں گے اور صحت برقرار نہ رکھ سکیں گے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نوجوان بہت سی باتوں میں اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں یا کم از کم یہ ضرور دیکھنا چاہتے ہیں کہ جس بات کی انہیں تلقین کی جا رہی ہے وہ ان کے بڑے بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ پس ان باتوں کے پیش نظر ہر مجلس انصار اللہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے ممبروں کے لئے وقار عمل کے مواقع بہم پہنچائے۔ (قائد ایثار)

تقسیم انعامات اجتماع انصار اللہ ۱۳۴۹ ہش

انصار اللہ کے پندرھویں سالانہ اجتماع منعقدہ ۲۳ تا ۲۵ اخاء ۱۳۴۹ ہش (مطابق ۲۳ تا ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء) کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے کارکردگی کے اعتبار سے امتیاز حاصل کرنے والے ناظمین اضلاع نیز امتحانات اور مختلف مقابلوں میں اوّل و دوم قرار پانے والے اصحاب میں اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے تھے۔ اس موقع پر جن احباب نے انعامات حاصل کئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱) اطفال کے لئے وظائف انعامی

اوّل انعام ۔ ۔ ۔ ۔ بلال احمد صاحب سال بھر کی سالم فیس کی رقم کے برابر وظیفہ

دوم انعام ۔ ۔ ۔ ۔ طلعت محمود صاحب " " نصف فیس " " " "

(۲) اسناد خوشنودی

۱۔ مکرم ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی ناظم انصار اللہ ضلع لاہور

۲۔ مکرم پیر عبد الرحمٰن صاحب ناظم انصار اللہ ضلع لائل پور

۳۔ مکرم محمد شفیع خان صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ کراچی

۴۔ مکرم چوہدری رکن الدین صاحب ناظم انصار اللہ ضلع پشاور

۵۔ مکرم قریشی عبد الرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ انصار اللہ صوبہ سندھ

۳۔ سہ ماہی امتحانات

۱۔ امتحان سہ ماہی چہارم ۱۳۴۸ ہش / ۱۹۶۹ء — پیر محمد یوسف صاحب لائل پور معرفت زعیم اعلیٰ لائل پور — اوّل انعام

۲۔ " " اوّل ۱۳۴۹ ہش / ۱۹۷۰ء — مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب — "

۳۔ " " دوم " — مکرم سید بہادل شاہ صاحب — "

۴۔ امتحان سہ ماہی سوم ۱۹۷۰ء	مکرم مولوی عبدالمجید صاحب کراچی	اوّل انعام
۵۔ امتحان سہ ماہی چہارم ۱۹۶۹ء	مکرم ملک نصیر احمد صاحب کراچی	دوم انعام
۶۔ " " اوّل ۱۹۷۰ء	مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد چک جھور	"
۷۔ " " سوم ۱۹۶۹ء	مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد "	اوّل انعام
۸۔ " " اوّل ۱۹۷۰ء	مکرم چوہدری رحمت علی صاحب مسلم سرگودھا	دوم انعام
۹۔ " " دوم ۱۹۷۰ء	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب لاہور	"
۱۰۔ " " دوم ۱۹۷۰ء	مکرم مسعود احمد صاحب خورشید کراچی	"
۱۱۔ " " سوم ۱۹۷۰ء	مکرم میاں ناصر علی صاحب تمیم جھنگ صدر	"
۱۲۔ " " سوم ۱۹۶۹ء	مکرم چوہدری احمدین صاحب	"

۴۔ تقریری مقابلہ اجتماع انصاراللہ ۱۹۷۰ء

۱۔ مکرم چوہدری شاہ محمد صاحب	اوّل انعام
۲۔ مکرم خان محمد الطاف خان صاحب پشاور	دوم انعام
۳۔ مکرم ملک محمد شفیع صاحب	سوم انعام
۴۔ مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب نمبردار	انعام حوصلہ افزائی

۵۔ ورزشی مقابلہ جات برموقعہ اجتماع انصاراللہ ۱۹۷۰ء

(ا) رسہ کشی ٹیم سرگودھا ڈویژن (۱۱ کس) — اوّل انعام (برائے ۱۱ کس)

ٹیم کیپٹن چوہدری احمد دین صاحب لائل پور

ٹیم کیپٹن ــــ ٹیم راولپنڈی و پشاور (۱۱ کس) — دوم انعام (برائے ۱۱ کس)

(ب) والی بال ٹیم لاہور ڈویژن (۸ کس) — اوّل انعام (برائے ۸ کس)

ٹیم کیپٹن ــ میجر محمد سعید صاحب لاہور (برائے ۸ کس)

" " ــ چوہدری محمد صدیق صاحب ربوہ سرگودھا ڈویژن (۸ کس) دوم انعام (برائے ۸ کس)

ج۔ دوڑ • خواجہ محمد اکرم صاحب اوّل — اوّل انعام

محمد اسمٰعیل صاحب دوم — دوم انعام

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی سوم ۱۳۴۹ ہش / ۱۹۷۰ء

مورخہ ۱۱ و ۱۲ تبوک / ستمبر ۱۳۴۹ ہش / ۱۹۷۰ء کو اراکین انصار اللہ کا امتحان منعقد ہوا جس میں معیار اوّل کا نصاب ترجمہ قرآن کریم نصف آخر پارہ ۱۲ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچ دلائل اور معیار دوم کا نصاب قرآن کریم ناظرہ یا یسرنا القرآن سنانا۔ سورۃ الفیل کا زبانی ترجمہ۔

اس امتحان میں کل ۶۵۲ احباب شامل امتحان ہوئے۔ اس امتحان میں مکرم مولوی عبدالمجید صاحب کراچی اوّل اور مکرم میاں ناصر علی صاحب جھنگ صدر دوم رہے۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
	پشاور		۱۸	مکرم مولوی عبدالکریم صاحب	A		مسجد فضل لائلپور	
۱	مکرم خورشید عالم صاحب	A	۱۹	" سعید احمد صاحب	A	۳۳	مکرم محمد بشیر صاحب	A
۲	" محمد لطیف صاحب	A	۲۰	" شاہ احمد صاحب	A	۳۴	" شیخ عبدالقادر صاحب	A
۳	" محمود احمد صاحب بلوچ	A	۲۱	" چوہدری محمد شفیع صاحب	A	۳۵	" محمد رفیع صاحب ناصر	A
۴	" عبدالحمید صاحب	A	۲۲	" صوفی رحیم بخش صاحب	A	۳۶	" شیخ محمد یوسف صاحب	A
۵	" میاں عبدالرشید صاحب	A		لائلپور پیپلز کالونی			کینال کالونی لائلپور	
۶	" نثار احمد صاحب فاروقی	A	۲۳	مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب	A	۳۷	" عطا حسین صاحب	A
۷	" بختیار احمد صاحب	A	۲۴	" عبدالغنی صاحب	A	۳۸	" ایم عیسیٰ خان صاحب	A
۸	" نیاز قطب احمد صاحب بٹ	A	۲۵	" احمد الدین صاحب	A	۳۹	" میاں غلام احمد صاحب	A
۹	" فضل محمود صاحب	A	۲۶	شیخ عبدالمنان صاحب	A		[illegible] آباد لائلپور	
۱۰	" سید احمد حسین صاحب	A	۲۷	" اقبال احمد صاحب	B	۴۰	" مولوی رحمت اللہ صاحب	A
۱۱	" ودود احمد صاحب	A		بٹالہ کالونی لائلپور		۴۱	" شیخ نذیر احمد صاحب	A
۱۲	" میاں عبدالرفیق صاحب	A	۲۸	" ارشاد حسین صاحب	A		فیکٹری ایریا لائلپور	
۱۳	" مرزا [illegible] صاحب	A	۲۹	" طفیل احمد ڈار صاحب	A	۴۲	" سید سالم شاہ صاحب	A
۱۴	" خلیل الرحمٰن صاحب	A		جناح کالونی لائلپور		۴۳	" مستری محمد بشیر احمد صاحب	A
۱۵	" چوہدری رکن الدین صاحب	A	۳۰	" شیخ عبداللطیف صاحب	A	۴۴	" محمد خورشید صاحب	A
۱۶	" سید مبارک احمد صاحب	A	۳۱	" محمد شریف صاحب	A		طارق آباد لائلپور	
۱۷	" مرزا نذیر احمد صاحب	A	۳۲	" بشیر احمد صاحب قریشی	A	۴۵	" پیر عبدالرحمٰن صاحب	A

	کریچر نگر لائلپور	
۴۶	مکرم فضل کریم صاحب	A
	مسجد فضل لائلپور	
۴۷	" شیخ محمد صادق صاحب	B
۴۸	" عبدالرحمٰن صاحب کاشمیری	A
۴۹	" خداداد صاحب	A
	غلام محمد آباد	
۵۰	" خورشید احمد خان صاحب	A
۵۱	" صدیق احمد صاحب	A
	طارق آباد	
۵۲	" عبدالرزاق صاحب	B
	پیپلز کالونی	
۵۳	" چوہدری محمد طفیل صاحب	A
۵۴	" محمد یعقوب صاحب	B
۵۵	" عبدالرشید صاحب لچی	A
۵۶	" ڈاکٹر غلام احمد صاحب	A
۵۷	" عبدالحمید صاحب آصف	A
۵۸	" دوست محمد صاحب شمس	A
	مسجد فضل	
۵۹	" منشی محمد خان صاحب	A
۶۰	" چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب	A
۶۱	" ڈاکٹر محمد امین الدین صاحب	A
۶۲	ملک محمد بشیر صاحب	B
	سمن آباد	
۶۳	" قریشی محمد نصر اللہ صاحب	A
۶۴	" مرزا منظور احمد بیگ صاحب	A
	ڈی ٹائپ لائلپور	
۶۵	" محمود مفضل الدین صاحب	A
۶۶	" عبداللطیف صاحب بٹ	A
	گلبرگ لائلپور	
۶۷	مکرم محمد علی صاحب	A
۶۸	" عبدالحکیم خان صاحب	A
	کریچر نگر لائلپور	
۶۹	" غلام غوث صاحب	A
۷۰	" مولوی محمد الدین صاحب	A
	جناح کالونی لائلپور	
۷۱	" قریشی محمد عبداللہ صاحب	A
	غلام محمد آباد	
۷۲	" فضل الدین صاحب بنگوی	A
	گلبرگ لائلپور	
۷۳	" چوہدری غلام دستگیر صاحب	A
	کرشن نگر لاہور	
۷۴	" نصیر احمد صاحب چوہدری	A
	سنت نگر لاہور	
۷۵	" خواجہ عبدالحفیظ صاحب	A
۷۶	" محمد ابراہیم صاحب	A
۷۷	" عبداللطیف صاحب ستکوہی	A
۷۸	" بشیر احمد صاحب نظام	A
	باٹا پور لاہور	
۷۹	" عبدالغنی صاحب	A
۸۰	" شریف احمد صاحب	A
۸۱	" غلام محمد صاحب	A
	گنج مغلپورہ	
۸۲	" چوہدری غلام رسول صاحب	A
۸۳	" عبدالحکیم صاحب	A
۸۴	" چوہدری بشیر احمد صاحب	A
	حلقہ مزنگ لاہور	
۸۵	" محمد بشیر صاحب زیروی	A
۸۶	" نیاز الدین احمد صاحب	A
	باغبانپورہ لاہور	
۸۷	مکرم جلال الدین صاحب	A
۸۸	" محمد الدین صاحب	A
	سول لائن لاہور	
۸۹	" سید بہاول شاہ صاحب	A
	دارالذکر لاہور	
۹۰	" کیپٹن ہدایت علی صاحب	A
۹۱	" شیخ احمد علی صاحب	B
۹۲	" میاں عبدالحق صاحب	B
۹۳	" پیر بشیر احمد صاحب	A
	بھاٹی گیٹ لاہور	
۹۴	" مستری نذر محمد صاحب	A
	سمن آباد لاہور	
۹۵	" عطاء اللہ خان صاحب	A
۹۶	" شیخ ذکاء اللہ صاحب	A
	سلطان پورہ لاہور	
۹۷	" عطاء اللہ صاحب	B
۹۸	" بشارت احمد صاحب	A
۹۹	" غلام رسول صاحب	B
	باغبانپورہ لاہور	
۱۰۰	" غلام مصطفیٰ صاحب	B
	وحدت کالونی	
۱۰۱	" قدرت اللہ خان صاحب	A
	سمن آباد لاہور	
۱۰۲	" مظفر علی صاحب	A
۱۰۳	" چوہدری محمد عبداللہ صاحب	A
۱۰۴	" صوفی عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۰۵	" ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	A
۱۰۶	" ملک منظور احمد خان صاحب	A
۱۰۷	" رشید احمد صاحب قریشی	A
۱۰۸	" حق احمد خان صاحب	A

۱۰۹	مکرم عبدالقیوم صاحب ملک	B
۱۱۰	" سعید احمد صاحب اعجاز	A
۱۱۱	" مرزا محمد سعید صاحب	A
۱۱۲	" میاں محمد شریف صاحب	A
۱۱۳	" میاں محمد شریف صاحب ربانی دوم	A
۱۱۴	" خواجہ مظہر الحق صاحب	A
۱۱۵	" خواجہ احمد صاحب	A
۱۱۶	" عبدالستار صاحب	A
۱۱۷	" میاں محمد رفیق صاحب	A
۱۱۸	" عطاء الرحمٰن صاحب	B
۱۱۹	" چوہدری محمد نواز صاحب	B
۱۲۰	" سید سعید احمد صاحب	A
۱۲۱	" شیخ بشیر احمد صاحب	B
۱۲۲	" " محمد علی صاحب	A
	مصری شاہ لاہور	
۱۲۳	" عبدالحق صاحب	A
۱۲۴	" چوہدری فیض احمد صاحب	A
	وحدت کالونی	
۱۲۵	" عبدالکریم صاحب رونا	A
	نیلا گنبد لاہور	
۱۲۶	" محمد یحییٰ صاحب	B
۱۲۷	" ملک نصر اللہ خان صاحب	A
۱۲۸	" محمود احمد صاحب	A
	بھاٹی گیٹ لاہور	
۱۲۹	" ملک محمد صدیق صاحب	A
۱۳۰	" عبدالرحیم صاحب	A
۱۳۱	" سلامت علی صاحب	A
۱۳۲	" محمد لطیف صاحب	B
۱۳۳	" محمد انور صاحب صدیقی	B

۱۳۴	مکرم محمد احمد صاحب	A
۱۳۵	" شیخ محبوب الٰہی صاحب	A
۱۳۶	" منشی محمد شفیع صاحب	B
۱۳۷	" غلام نبی صاحب لون	B
۱۳۸	" ڈاکٹر عبدالرشید صاحب	A
۱۳۹	" ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب	A
	حلقہ سول لائن لاہور	
۱۴۰	" نور احمد خان صاحب	B
۱۴۱	" حکیم عبداللطیف صاحب	A
۱۴۲	" چوہدری عنایت اللہ صاحب حصاری	A
	حلقہ شالیمار ٹاؤن	
۱۴۳	" بشیر احمد صاحب باجوہ	A
	باغبانپورہ لاہور	
۱۴۴	" ٹھیکیدار عبدالرحیم صاحب شالیمار ٹاؤن	A
۱۴۵	" حکیم محمد عبداللہ صاحب	A
	دھرم پورہ لاہور	
۱۴۶	" محمد صادق صاحب	B
۱۴۷	" ملک بشارت احمد صاحب	A
	راجگڑھ لاہور	
۱۴۸	" عبدالغفور صاحب	A
	چوبرجی پارک	
۱۴۹	" شیخ محمد عبدالرشید صاحب	A
	راجگڑھ لاہور	
۱۵۰	" بشیر احمد صاحب کوثر	A
۱۵۱	" صاحبدین صاحب کیپٹن	A
۱۵۲	" شیخ انور علی صاحب	A
	گنج مغلپورہ	
۱۵۳	" غلام محمد صاحب پرویز	A

۱۵۴	مکرم قاضی سعید احمد خان صاحب	A
۱۵۵	" چوہدری حفیظ احمد صاحب	A
۱۵۶	" محمد عبدالحق صاحب مجاہد	A
۱۵۷	" بشیر احمد صاحب گورایا	A
۱۵۸	" ملک عنایت الرحمٰن صاحب	A
۱۵۹	" مظفر احمد صاحب	A
	ناظم آباد شمالی کراچی	
۱۶۰	" حکیم منور علی صاحب	A
	لاہور چھاؤنی	
۱۶۱	" عبدالواحد صاحب	A
۱۶۲	" کیپٹن عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۶۳	" چوہدری ولی محمد صاحب	A
	راجگڑھ لاہور	
۱۶۴	" شیخ عبدالوہاب صاحب	A
	سول لائن	
۱۶۵	" ظفر اللہ خان صاحب	A
	سلطان پورہ	
۱۶۶	" چوہدری یوسف علی صاحب	B
۱۶۷	" عبدالرحمٰن صاحب ارشد	A
۱۶۸	" چوہدری بشیر احمد صاحب	A
۱۶۹	" ایس صدیق احمد صاحب	A
۱۷۰	" قریشی فضل کریم صاحب	B
	حلقہ دالٹن لاہور	
۱۷۱	" کیپٹن نثار احمد صاحب	A
۱۷۲	" عبدالرحمٰن خان صاحب	A
۱۷۳	" مرزا صدرالدین صاحب	A
	باغبانپورہ لاہور	
۱۷۴	" عبدالرحمٰن صاحب	A
۱۷۵	" محمد اشرف صاحب	A
	دارالذکر لاہور	

۱۷۶	مکرم ملک عبدالحمید صاحب عارف	A
	بھاٹی گیٹ لاہور	
۱۷۷	" مہر تاج الدین صاحب	B
۱۷۸	" بشیر احمد صاحب	B
۱۷۹	" سید شاہ زمان علی صاحب	A
۱۸۰	" غلام محمد صاحب	A
۱۸۱	" محمد شریف صاحب	A
۱۸۲	" محمد بشیر ڈار صاحب	A
	حلقہ سدر لاہور	
۱۸۳	" محمد اختر صاحب صوبیدار	B
۱۸۴	" ملک انوار الحق صاحب	A
	چھاؤنی حلقہ لاہور	
۱۸۵	" چوہدری نذیر احمد صاحب بالکوٹی	A
۱۸۶	" محمد سعید صاحب	A
۱۸۷	" عبدالرشید صاحب	A
۲۸۸	" صوبیدار عبدالحمید صاحب	A
	اسلامیہ پارک لاہور	
۱۸۹	" چوہدری حمد الٰہی صاحب	A
۱۹۰	" ملک سعادت احمد صاحب	A
۱۹۱	" سردار بشیر احمد صاحب	A
۱۹۲	" ملک بشیر احمد صاحب	A
۱۹۳	" مرزا عبدالکریم صاحب	A
	محمد نگر لاہور	
۱۹۴	" ملک فضل کریم خان صاحب	A
۱۹۵	" محمد اقبال صاحب	A
۱۹۶	" خواجہ محمد اکرم صاحب	A
۹۷	" محمد سعید صاحب	A
	دھرم کالونی	
۱۹۸	" میاں عبدالرشید فاروق صاحب	A
۱۹۹	" محمد بشیر صاحب گوداپہ	A

۲۰۰	مکرم ولی محمد دینش صاحب	A
۲۰۱	" عبدالغنی قریشی صاحب	A
۲۰۲	" امجد شفیق صاحب	A
۲۰۳	" عبدالرحمٰن عابد صاحب	B
۲۰۴	" چوہدری انور علی صاحب	A
۲۰۵	" افتخار احمد صاحب	A
۲۰۶	" فتح علی صاحب	B
۲۰۷	" غلام احمد صاحب	A
	حلقہ مزنگ لاہور	
۲۰۸	" محمد صدیق صاحب	A
	ماڈل ٹاؤن	
۲۰۹	" کیپٹن شیر محمد خان صاحب	A
۲۱۰	" ملک بشیر احمد صاحب	B
۲۱۱	" لطف الرحمٰن صاحب	A
۲۱۲	" غلام بھیک خان صاحب	A
۲۱۳	" رانا بشیر احمد صاحب	A
۲۱۴	" آغا محمد عبدالرحیم صاحب	A
۲۱۵	" آغا محمود الٰہی صاحب	A
۲۱۶	" عبدالحی خان صاحب	B
۲۱۷	" عطاء الرحمٰن صاحب چغتائی	A
	پرانی انارکلی لاہور	
۲۱۸	" عبدالشکور صاحب قریشی	A
	کینال پارک	
۲۱۹	" طاہر احمد صاحب	B
۲۲۰	" علی محمد صاحب	A
۲۲۱	" محمد ادریس صاحب	B
۲۲۲	" قریشی عطاء الرحمٰن صاحب	A
۲۲۳	" چوہدری غلام محمد صاحب	B
۲۲۴	رحمٰن پورہ لاہور	،
۲۲۵	" قاضی محمد منیر صاحب	A

۲۲۶	مکرم عبدالرشید صاحب قریشی	A
۲۲۷	" غلام نبی صاحب ماسٹر	B
۲۲۸	" محمد عزیز صاحب	A
۲۲۹	" محمد اکرام صاحب	A
۲۳۰	" عبداللطیف صاحب	B
	جہلم شہر	
۲۳۱	" مستری محمد صادق صاحب	A
۲۳۲	" سید بشیر احمد صاحب	A
۲۳۳	" حکیم محمد عبداللہ صاحب	A
۲۳۴	" کرم الدین صاحب	A
	چکوال	
۲۳۵	" عبدالرحمٰن صاحب	A
۲۳۶	" مبارک احمد صاحب	A
۲۳۷	" ملک نذیر احمد صاحب	A
۲۳۸	" محمد حسین صاحب	B
	بہاول نگر	
۲۳۹	" چوہدری غلام نبی صاحب	A
۲۴۰	" شیخ اقبال الدین صاحب	A
۲۴۱	" محمد عباس صاحب	A
	کنری	
۲۴۲	" فضل الدین صاحب طارق	A
۲۴۳	" محمد سعید صاحب	A
۲۴۴	" سید بشیر حسین صاحب	A
	کریونگر فارم	
۲۴۵	" محمد الدین صاحب	A
۲۴۶	" محمد عبداللہ صاحب	A
	ساہیوال	
۲۴۷	" علی محمد صاحب مسلم	A
	نبی سر روڈ	
۲۴۸	" احسان اللہ صاحب	A

سیالکوٹ شہر

نمبر	نام	
۲۴۹	مکرم محمد اقبال صاحب	A
۲۵۰	" محمد احمد صاحب قمر	A
۲۵۱	" بابو قائم الدین صاحب	A

چک ۱۷ اچھور

نمبر	نام	
۲۵۲	" محمد ابراہیم صاحب شاد	A
۲۵۳	" سید علی ہاشمی صاحب	A

جھنگ صدر

نمبر	نام	
۲۵۴	" قاضی محمد حسین صاحب	A
۲۵۵	" عبدالرحمن صاحب	A
۲۵۶	" محمود احمد صاحب بشیر	A
۲۵۷	" احمد الدین صاحب	A
۲۵۸	" شریف احمد صاحب	A
۲۵۹	" محمد بشیر صاحب	A
۲۶۰	" عبدالغفور صاحب	A
۲۶۱	" مختار احمد صاحب	A
۲۶۲	" سراج الدین صاحب	A
۲۶۳	" چوہدری محمد ابراہیم صاحب	A
۲۶۴	" ناصر علی صاحب	A
۲۶۵	" میاں محمد مختار صاحب	A
۲۶۶	" ایم علی محمد صاحب	A
۲۶۷	" سید منظور حسین شاہ صاحب	A

سانگھڑ

نمبر	نام	
۲۶۸	" پیر عبدالعلی صاحب	A
۲۶۹	" نور محمد صاحب ملک	A
۲۷۰	" پیر فضل الرحمن صاحب	A

ٹھنڈ و

نمبر	نام	
۲۷۱	" عبدالغفور صاحب	A

کنگ جین

نمبر	نام	
۲۷۲	" اکبر علی صاحب	A

چنیوٹ

نمبر	نام	
۲۷۳	مکرم شیخ نذیر احمد صاحب	B
۲۷۴	" سردار عبدالقادر صاحب	A
۲۷۵	" نواب الدین صاحب	B

سانگلہ ہل

نمبر	نام	
۲۷۶	" حکیم برکت اللہ صاحب	A
۲۷۷	" بشیر احمد صاحب	A

پاکپتن

نمبر	نام	
۲۷۸	" چوہدری عبدالرحمن صاحب	A

قصور

نمبر	نام	
۲۷۹	" نور احمد صاحب ہاشمی	A

منڈی بہاؤ الدین

نمبر	نام	
۲۸۰	" چوہدری نذیر احمد صاحب	A

ابند کرم پورہ

نمبر	نام	
۲۸۱	" حکیم عبدالرحمن صاحب	A

گھسیٹ پورہ

نمبر	نام	
۲۸۲	" قریشی محمد خورشید احمد صاحب	A

ترگڑی

نمبر	نام	
۲۸۳	" ملک محمد الدین صاحب	A
۲۸۴	" ایم اسمٰعیل صاحب	A

دوالمیال

نمبر	نام	
۲۸۵	" میجر ملک حبیب اللہ صاحب	A
۲۸۶	" قاضی عبدالرحمن صاحب	A

گولیکی

نمبر	نام	
۲۸۷	" پیر فیض عالم صاحب	A
۲۸۸	" خوشی محمد صاحب	A
۲۸۹	" پیر محمد اکبر سقراط صاحب	A

خوشاب

نمبر	نام	
۲۹۰	" ماسٹر عبدالمنان صاحب	A
۲۹۱	" حافظ عبدالکریم صاحب	A

چک ۲۷ ب

نمبر	نام	
۲۹۲	" صوفی غلام محمد صاحب عاصی	A

سرگودھا

نمبر	نام	
۲۹۳	مکرم غلام رسول صاحب	A

محمد آباد سٹیٹ

نمبر	نام	
۲۹۴	" میاں محمد عبداللہ صاحب	B
۲۹۵	" بشیر احمد صاحب	A
۲۹۶	" ماسٹر رحمت اللہ صاحب	A
۲۹۷	" محمد حسین صاحب	A

گھوگھیاٹ میانی

نمبر	نام	
۲۹۸	" ملک محمد احمد صاحب	A
۲۹۹	" غلام حسین صاحب	A
۳۰۰	" سید بشیر احمد صاحب ہمدانی	A
۳۰۱	" سردار محمد صاحب	A
۲۰۲	" کامل دین صاحب	A

سکھر

نمبر	نام	
۳۰۳	" قریشی عبدالرحمن صاحب	A

گھسیٹ پور چک ۶۹

نمبر	نام	
۳۰۴	" عبدالحمید صاحب	A

ترگڑی

نمبر	نام	
۳۰۵	" ایم مبارک احمد صاحب	A

کوئٹہ

نمبر	نام	
۳۰۶	" میاں عبدالکریم صاحب ٹیلر ماسٹر	A
۳۰۷	" میاں عبدالقیوم صاحب	A
۳۰۸	" عنایت اللہ خان صاحب	B
۳۰۹	" محمد عیسٰے جان صاحب	A
۳۱۰	" ڈاکٹر عبدالحمید صاحب	A
۳۱۱	" قربان حسین شاہ صاحب	A
۳۱۲	" عبدالرشید صاحب	A
۳۱۳	" مرزا محمد فاضل صاحب	A
۳۱۴	" ڈاکٹر احمد الدین صاحب	B
۳۱۵	" چوہدری محمد حیات صاحب	B
۳۱۶	" عبدالحق صاحب جنجوعہ	A
۳۱۷	" میاں جلال الدین صاحب	A
۳۱۸	" میجر عبدالرحمن صاحب	A
۳۱۹	" مرزا محمد صادق صاحب	A

۳۲۰	مکرم فیض الحق خان صاحب	A
	گوجرانوالہ	
۳۲۱	" محمد شریف صاحب پنشنر	A
۳۲۲	" محمد شفیع صاحب	A
۳۲۳	" محمد اکبر صاحب	A
	ناظم آباد جنوبی کراچی	
۳۲۴	" ملک نصیر احمد صاحب	A
۳۲۵	" سردار عطاء اللہ خان صاحب	A
۳۲۶	" محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی	A
۳۲۷	" سید محمد سعید شاہ صاحب	B
۳۲۸	" نورالدین صاحب	B
۳۲۹	" مستری فضل کریم صاحب	B
۳۳۰	" بشارت احمد صاحب	A
۳۳۱	" چوہدری سلطان محمود صاحب	A
۳۳۲	" شیخ مختار الحق صاحب	A
	ناظم آباد شمالی کراچی	
۳۳۳	" شریف احمد صاحب کانپوری	A
۳۳۴	" میجر محمد نذیر صاحب بھٹی	A
۳۳۵	" بابو شیخ عظیم الدین صاحب	B
۳۳۶	" ملک منیر احمد صاحب	A
۳۳۷	" عبدالکریم صاحب	A
۳۳۸	" عبدالحمید صاحب بھٹی	A
	مارٹن روڈ کراچی	
۳۳۹	" آفتاب احمد صاحب بسمل	A
۳۴۰	" سید مسعود احمد شاہ صاحب بخاری	A
۳۴۱	" سلطان احمد صاحب قریشی	A
۳۴۲	" سید ظفر احمد صاحب	A
۳۴۳	" ملک حبیب احمد صاحب	A

۳۴۴	مکرم سید محمد یوسف شاہ صاحب	A
۳۴۵	" محمد رشید الدین احمد صاحب	A
۳۴۶	" سید ناصر ارتضیٰ علی صاحب	A
۳۴۷	" محمد ظفر اللہ صاحب	A
۳۴۸	" عبدالرحیم صاحب مدہوش رحمانی	A
۳۴۹	" محمد ابراہیم صاحب بھاگلپوری	A
	متوڑہ کراچی	
۳۵۰	" کمانڈر محمد سلیم احمد صاحب	B
۳۵۱	" سردار محمد بشیر احمد صاحب	A
	سعود آباد کراچی	
۳۵۲	" ابوالقاسم صاحب	A
۳۵۳	" آغا محمد عبداللہ خان صاحب	A
۳۵۴	" سید عبدالکریم صاحب	A
۳۵۵	" محمد شفیع صاحب ہاشمی	A
۳۵۶	" ملک عبدالرحمٰن صاحب	A
۳۵۷	" سیف اللہ خان صاحب	A
	عزیز آباد کراچی	
۳۵۸	" چوہدری عبدالمجید صاحب	A
۳۵۹	" عنایت اللہ صاحب	A
۳۶۰	" بابو محمد حمید احمد صاحب	A
۳۶۱	" حافظ عبدالغفور صاحب	A
۳۶۲	" چوہدری نذیر احمد صاحب	A
۳۶۳	" " فیض عالم صاحب	A
۳۶۴	" حمید اللہ خان صاحب	A
۳۶۵	" محمد شریف احمد صاحب	A
۳۶۶	" محمد بشیر صاحب چغتائی	A
۳۶۷	" مولوی عبدالحمید صاحب	A
	" ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی	
۳۶۸	" محمود احمد خورشید صاحب	A
۳۶۹	" مرزا محمد حسین صاحب	A

۳۷۰	مکرم ملک سید احمد صاحب	A
۳۷۱	" مرزا محمد شریف صاحب چغتائی	A
۳۷۲	" چوہدری منور احمد صاحب	A
۳۷۳	" شیخ خلیل الرحمٰن صاحب	B
	پیر الٰہی بخش کالونی	
۳۷۴	" چوہدری احمد جان صاحب	A
۳۷۵	" میجر سید محمود احمد شاہ صاحب	A
	شرقی کراچی	
۳۷۶	" راجہ بشیر احمد صاحب	A
۳۷۷	" سید عبدالحی صاحب	A
۳۷۸	" صوبیدار برکت علی صاحب	A
۳۷۹	" چوہدری عزیز اللہ صاحب	A
۳۸۰	" مرزا سردار محمد صاحب	A
	صدر کراچی	
۳۸۱	" عبدالجلیل صاحب عشرت	A
	جنوبی کراچی	
۳۸۲	" محمد ایوب صاحب	A
	جیکب لائن کراچی	
۳۸۳	" مرزا اللہ دتہ صاحب	B
	لی مارکیٹ	
۳۸۴	" ایس ایم شریف قصوری صاحب	A
	دستگیر سوسائٹی	
۳۸۵	" چوہدری محمد صادق صاحب	A
۳۸۶	" ظفر اللہ خان صاحب	A
۳۸۷	" مبارک احمد صاحب	A
۳۸۸	" صوفی عبدالرحمٰن صاحب	A
۳۸۹	" یوسف علی صاحب	A
	لیاقت آباد کراچی	
۳۹۰	" حفیظ احمد صاحب بٹ	A
۳۹۱	" غلام یاسین صاحب	A

	راولپنڈی	
۳۹۲	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب	A
۳۹۳	" محمد نقیب صاحب عارف	A
۳۹۴	" عبدالقادر صاحب بھٹی	A
۳۹۵	" رفیق احمد صاحب فوزی	A
۳۹۶	" نواب الدین صاحب	A
۳۹۷	" ملک محمد شریف صاحب	A
۳۹۸	" چوہدری احمد جان صاحب	A
۳۹۹	" ایم عبدالکریم صاحب	A
	ساہیوال	
۴۰۰	" قاضی عبدالرشید صاحب	A
۴۰۱	" مرزا احمد بیگ صاحب	A
	دارالصدر شرقی ربوہ	
۴۰۲	" مختار احمد صاحب ہاشمی	A
۴۰۳	" خواجہ عبیداللہ صاحب	A
۴۰۴	" قاضی عزیز احمد صاحب	A
۴۰۵	" نور احمد صاحب	A
۴۰۶	" ماسٹر حمید احمد صاحب	A
۴۰۷	" نور محمد صاحب	A
	(مختار عام صدر انجمن احمدیہ)	
	قصر خلافت ربوہ	
۴۰۸	" سید عبدالسلام صاحب	A
	دارالصدر شمالی ربوہ	
۴۰۹	" چوہدری ظفر احمد خان صاحب	B
۴۱۰	" " عبدالکریم صاحب	B
۴۱۱	" " محمد اسلم صاحب	A
۴۱۲	" " محفوظ الرحمٰن صاحب	A
۴۱۳	" ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب	A
۴۱۴	" چوہدری محمد ابراہیم رشید صاحب	A
۴۱۵	" عبدالرحمٰن صاحب دہلوی	A

۴۱۶	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب کھوکھر	A
۴۱۷	" ملک فضل دین صاحب	A
۴۱۸	" سید علی اکبر شاہ صاحب	B
۴۱۹	" قاری محمد امین صاحب	A
۴۲۰	" چوہدری محمد لطیف صاحب	B
۴۲۱	" حاجی رشید احمد صاحب	A
۴۲۲	" محمد شریف صاحب ہاشمی	A
۴۲۳	" چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب	A
۴۲۴	" " اللہ بخش صاحب	A
	دارالیمن غربی ربوہ	
۴۲۵	" منشی سردار محمد صاحب	A
۴۲۶	" محمد اسمٰعیل صاحب اسلم	A
۴۲۷	" غلام قادر صاحب	A
۴۲۸	" ملک فضل احمد صاحب جلد ساز [illegible]	B
	دارالیمن شرقی	
۴۲۹	" رحمت علی صاحب ٹھیکیدار	B
۴۳۰	" ملک محمد خان صاحب	B
۴۳۱	" ماسٹر محمد شفیع صاحب	B
۴۳۲	" فیروز الدین صاحب چغتائی	A
۴۳۳	" محمد یحییٰ صاحب	B
	دارالبرکات ربوہ	
۴۳۴	" میاں چراغ الدین صاحب	A
۴۳۵	" چوہدری محمد اسحاق صاحب	A
۴۳۶	" راجہ احمد خان صاحب	A
۴۳۷	" مولوی امام علی صاحب	A
	دارالعلوم ربوہ	
۴۳۸	" محمد اقبال حسین صاحب	A
۴۳۹	" عطاء اللہ خان صاحب	A
۴۴۰	" شیخ عطاء اللہ صاحب	A

	دارالصدر غربی الف ربوہ	
۴۴۱	مکرم محمد احمد صاحب H-A	A
۴۴۲	" محمد حسین صاحب	A
۴۴۳	" عبدالرحمٰن صاحب اتالیق	A
	دارالرحمت شرقی ربوہ	
۴۴۴	" عبدالقدیر صاحب	A
۴۴۵	" محمد یوسف صاحب	A
۴۴۶	" عبدالغنی صاحب	A
۴۴۷	" ملک محمد احمد صاحب	A
۴۴۸	" دلاور حسین صاحب	B
۴۴۹	" بدر عالم صاحب اعوان	A
	دارالرحمت غربی ربوہ	
۴۵۰	" کیپٹن محمد سعید صاحب	A
۴۵۱	" بشیر احمد صاحب سیال	A
۴۵۲	" حاجی محمد فاضل صاحب	A
	فیکٹری ایریا ربوہ	
۴۵۳	" سید محمد محسن صاحب	A
۴۵۴	" مولا بخش صاحب	A
	دارالصدر شرقی ربوہ	
۴۵۵	" صوفی رمضان علی صاحب	A
	دارالرحمت شرقی	
۴۵۶	" بدر الدین صاحب	A
۴۵۷	" مستری امام الدین صاحب	B
۴۵۸	" چوہدری فضل احمد صاحب	A
۴۵۹	" ماسٹر حسن محمد صاحب	A
۴۶۰	" علم الدین صاحب	A
	گول بازار ربوہ	
۴۶۱	" محمد صدیق صاحب چوہان	A
	دارالرحمت غربی ربوہ	
۴۶۲	" صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	A

۴۶۳	مکرم صوفی عطا محمد صاحب	A
۴۶۴	,, خان میر خان صاحب	B
۴۶۵	,, حکیم فضل الٰہی صاحب	B
۴۶۶	,, حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب	A
	معیار دوم	
	سعود آباد کراچی	
۴۶۷	,, حافظ محمد فیضی صاحب	A.
	جیکب لائن کراچی	
۴۶۸	,, بشیر احمد صاحب	B
	متوڑہ	
۴۶۹	,, جے ایم وائی پٹیل صاحب	A
	جیکب لائن	
۴۷۰	,, چوہدری کرم الدین صاحب	B
	ناظم آباد جنوبی	
۴۷۱	,, صدر الدین صاحب کھوکھر	A
۴۷۲	,, میر محمد حسین صاحب	A
۴۷۳	,, محمد شریف صاحب بٹ	B
۴۷۴	,, شیخ قاسم الدین صاحب	C
۴۷۵	,, حبیب الرحمٰن صاحب	B
۴۷۶	,, عبداللہ خان صاحب	B
۴۷۷	,, ملک عبدالرحیم صاحب	C
۴۷۸	,, عبدالرشید صاحب	A
۴۷۹	,, سید محمد امام شاہ صاحب	C
۴۸۰	,, احمد بخش صاحب	C
۴۸۱	,, سید احمد شاہ صاحب	B
	حلقہ سوسائٹی	
۴۸۲	,, ڈپٹی محمد حسین صاحب	A
	ناظم آباد شمالی	
۴۸۳	,, ڈاکٹر محمد زبیر صاحب	A
۴۸۴	,, شیخ ذوالفقار علی صاحب	C
۴۸۵	,, ایم غلام حیدر صاحب	A

۴۸۶	مکرم شیخ مجید احمد صاحب	B
۴۸۷	,, محمد رمضان صاحب	C
	ڈرگ روڈ	
۴۸۸	,, چوہدری عبدالعزیز صاحب	B
۴۸۹	,, حکیم عبدالعزیز صاحب	B
	عزیز آباد کراچی	
۴۹۰	,, محمد اشرف صاحب موذن	C
	لارنس روڈ	
۴۹۱	,, کریم داد صاحب	C
	لی مارکیٹ	
۴۹۲	,, اقبال احمد صاحب	B
	لیاقت آباد	
۴۹۳	,, خادم حسین صاحب	B
۴۹۴	,, محمد علی صاحب	B
۴۹۵	,, شمشاد احمد صاحب	B
	ڈرگ روڈ کراچی	
۴۹۶	,, محمد ہاشم صاحب	B
	حلقہ جنوبی	
۴۹۷	,, غلام جیلانی صاحب	B
	کورنگی کالونی	
۴۹۸	,, کرم الدین صاحب	C
	راجوال	
۴۹۹	,, میاں نور احمد صاحب	B
۵۰۰	,, ماسٹر امین الدین صاحب	A
	لیاقت آباد کراچی	
۵۰۱	,, چوہدری فضل الرحمٰن صاحب	B
۵۰۲	,, علی محمد انور صاحب	B
۵۰۳	,, عبدالرشید صاحب	C
۵۰۴	,, منظور حسین صاحب	B
۵۰۵	,, محمد بشیر صاحب کھوکھر	A

۵۰۶	مکرم ناظر احمد صاحب	B
۵۰۷	,, عطاء اللہ صاحب قریشی	C
۵۰۸	,, محمد انوار اللہ صاحب انصاری	C
۵۰۹	,, محمد اشرف صاحب	B
	کینال کالونی لائلپور	
۵۱۰	,, سید مبارک علی شاہ صاحب	A
	مسجد فضل لائلپور	
۵۱۱	,, شیخ محمد صادق صاحب	A
۵۱۲	,, نظام الدین صاحب	B
۵۱۳	,, جمال الدین صاحب	B
۵۱۴	,, فضل احمد صاحب	B
۵۱۵	,, میاں مجید احمد صاحب	B
۵۱۶	,, عبدالرحمٰن صاحب	B
۵۱۷	,, ملک عبدالمجید صاحب	B
۵۱۸	,, میاں شریف بیگ صاحب	B
۵۱۹	,, شیخ غلام محمد صاحب	A
۵۲۰	,, جلال الدین صاحب	B
۵۲۱	,, سردار احمد صاحب	B
	پیپلز کالونی لائلپور	
۵۲۲	,, چراغ الدین صاحب	B
۵۲۳	,, قاری عبدالرشید صاحب	A
۵۲۴	,, شیخ رشید احمد صاحب	B
۵۲۵	,, عبدالخالق صاحب	A
۵۲۶	,, سلطان احمد صاحب	B
	جناح کالونی	
۵۲۷	,, شیخ عبدالرحمٰن صاحب	B
۵۲۸	,, عبدالعزیز صاحب	A
۵۲۹	,, شیخ حشمت اللہ صاحب	B
۵۳۰	,, شیخ عبداللہ صاحب	B

۵۳۱	مکرم شیخ فضل حسین صاحب	A
	رضا آباد لائلپور	
۵۳۲	" شیخ عبدالرحیم صاحب	B
	بٹالہ کالونی لائلپور	
۵۳۳	مکرم عبدالغنی صاحب	B
۵۳۴	" عبدالحق صاحب	B
۵۳۵	" محمد الدین صاحب	B
	سمن آباد لائلپور	
۵۳۶	" صوفی غلام محمد صاحب	A
۵۳۷	" عبدالکریم صاحب	B
۵۳۸	" عبدالعزیز صاحب	B
۵۳۹	" محمد صادق صاحب	A
	نیسکڑی ایریا	
۵۴۰	" محمد شفیع صاحب پینٹر	B
	غلام محمد آباد	
۵۴۱	" شیخ عبدالقیوم صاحب	A
۵۴۲	" سلیم الدین صاحب	B
۵۴۳	" محمد صدیق صاحب	B
	منصور آباد لائلپور	
۵۴۴	" فضل حق صاحب	A
۵۴۵	" پیر بخش صاحب	A
۵۴۶	" مرزا محمد یعقوب صاحب	B
۵۴۷	" غلام رسول صاحب	B
۵۴۸	" شریف احمد صاحب	B
۵۴۹	" مستری قمر الدین صاحب	B
	ڈی ٹائپ لائلپور	
۵۵۰	" علی بخش صاحب	A
	کریم نگر لائلپور	
۵۵۱	" شیخ اللہ بخش صاحب	B
۵۵۲	" " سراج الدین صاحب	B

	گلبرگ لائلپور	
۵۵۳	مکرم حاجی محمد منشی صاحب	B
۵۵۴	" شیخ غلام محمد صاحب	B
۵۵۵	" بشیر احمد صاحب	B
۵۵۶	" ملک محمود احمد صاحب	B
۵۵۷	" چوہدری عبدالحق صاحب	B
	طارق آباد لائلپور	
۵۵۸	" محمد یعقوب صاحب	B
۵۵۹	" محمد سلیم صاحب	B
	جھال خانوانہ	
۵۶۰	" مستری محمد اسلم صاحب	B
۵۶۱	" وریام الدین صاحب	B
۵۶۲	" حکیم خیر الدین صاحب	B
۵۶۳	" شکر الٰہی صاحب	B
۵۶۴	" شیخ محمد بشیر صاحب	B
۵۶۵	" دین محمد صاحب حوالدار	B
	حلقہ گنج مغلپورہ	
۵۶۶	" قاضی عبدالرحمٰن صاحب	A
۵۶۷	" شریف احمد صاحب	A
۵۶۸	" میاں رحمت علی صاحب	B
۵۶۹	" محمد اسمٰعیل صاحب	A
۵۷۰	" چوہدری بشیر محمد صاحب	A
۵۷۱	" " اللہ دتہ صاحب	B
۵۷۲	" حکیم غلام احمد صاحب	A
۵۷۳	" مستری عقیل احمد صاحب	B
۵۷۴	" کرم الٰہی صاحب	A
۵۷۵	" قاضی عبدالرحمٰن صاحب بھٹی	C
۵۷۶	" ملک محمود احمد صاحب	C
۵۷۷	" چوہدری فتح محمد صاحب	B
۵۷۸	" محمد اسحاق صاحب	A

۵۷۹	مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب	A
۵۸۰	" ملک محمد حنیف صاحب	A
۵۸۱	" غلام نبی صاحب قمر	A
۵۸۲	" میاں عبدالرحمٰن صاحب	A
	باغبانپورہ لاہور	
۵۸۳	" مستری محمد حسین صاحب	A
	عقب کیدار	
۵۸۴	" مستری محمد صدیق صاحب	A
	پرانی انارکلی	
۵۸۵	" محمد شفیع صاحب باربر	B
	پشاور	
۵۸۶	" شمس الدین اسلم صاحب	B
۵۸۷	" عبدالسلام خان صاحب	B
۵۸۸	" عبدالقدوس خان صاحب	B
۵۸۹	" چوہدری احسان اللہ صاحب	B
۵۹۰	" محمد سلیم خان صاحب	B
۵۹۱	" مستری فقیر محمد خان صاحب	B
۵۹۲	" چوہدری فضل الرحمٰن صاحب	B
۵۹۳	" مرزا نصیر احمد صاحب	B
۵۹۴	" مرزا آفتاب احمد صاحب	B
۵۹۵	" میاں عبداللطیف صاحب	B
۵۹۶	" شیخ عبدالرشید صاحب	B
۵۹۷	" محمد حسین صاحب	B
۵۹۸	" عنایت اللہ صاحب	B
۵۹۹	" عبدالرحمٰن صاحب	B
۶۰۰	" حبیب احمد صاحب	B
	حلقہ صدر لاہور	
۶۰۱	" میجر محمد عبداللہ صاحب	C
۶۰۲	" مستری محمد حسین صاحب	C
۶۰۳	" " جلال الدین صاحب	C

٦٠٤	مکرم چوہدری محمد علی صاحب	C		جھنگ صدر		٦٣٦	مکرم غلام نبی صاحب	A
٦٠٥	" " محمد حسین صاحب	C	٦٢٠	مکرم میاں رفیق احمد صاحب	A	٦٣٧	" بشارت احمد صاحب	A
٦٠٦	" احمد علی تاج صاحب	C	٦٢١	" میاں طفیل محمد صاحب	A	٦٣٨	" مولوی عبدالکریم صاحب	A
٦٠٧	" عبدالحمید صاحب	C	٦٢٢	" محمد اسحٰق صاحب	B	٦٣٩	" عبدالغفور صاحب بھٹی	A
٦٠٨	" ملک محمد اسلم صاحب	C	٦٢٣	" راجہ محمد الدین صاحب	B	٦٤٠	" ماسٹر محمد شریف صاحب	A
٦٠٩	" سید محمد شاہ صاحب	C	٦٢٤	" چوہدری محمد شفیع صاحب	B		دوالمیال	
٦١٠	" ملک عبدالواحد صاحب	C	٦٢٥	" میاں عبدالرحیم صاحب	A	٦٤١	" کیپٹن لال خان صاحب	B
٦١١	" سید محمد احمد صاحب	C	٦٢٦	" سردار محمد خان صاحب	A	٦٤٢	" ملک راجولی صاحب	B
٦١٢	" غلام احمد صاحب	C	٦٢٧	" محمد صدیق صاحب	B	٦٤٣	" ملک مبارک احمد صاحب	B
٦١٣	" ولی محمد صاحب	C	٦٢٨	" ماسٹر قدرت اللہ صاحب	A	٦٤٤	" ملک رشید احمد صاحب	B
	محمد نگر لاہور		٦٢٩	" ڈاکٹر فضل حق صاحب	A	٦٤٥	" ملک نثار احمد صاحب	B
٦١٤	" ملک عبدالمالک صاحب	B	٦٣٠	" میاں بشیر محمد صاحب	A		کھنڈولاڈ کانہ	
٦١٥	" قریشی محمد صادق صاحب	A	٦٣١	" میاں محمد رفیق صاحب	A	٦٤٦	" حافظ رضا محمد صاحب	A
٦١٦	" محمد سعید خان صاحب	A		کُنڈی			چک ۲۷۰ الف کاجیلو تھرپارکر	
٦١٧	" میاں شمس الدین صاحب	C	٦٣٢	" چوہدری اکبر علی صاحب	A			
	کوئٹہ		٦٣٣	" محمد اکبر اقبال صاحب	A	٦٤٧	" عبدالعزیز خالد صاحب	A
٦١٨	" سید عبدالرشید شاہ صاحب	B	٦٣٤	" عطاء اللہ صاحب فٹر	A	٦٤٨	" میاں فضل دین صاحب	A
٦١٩	" عبدالسلام صاحب	C	٦٣٥	" سید سعید احمد صاحب	A			

ضیاء الاسلام پریس ربوہ

ماہ رمضان خدا تعالیٰ کا واجب التکریم مہمان ہے
روزے مطیع اور عاصی میں فرق کرنے کے لئے میزان کا حکم رکھتے ھیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :۔

(۱) ''افسوس کی بات ھے کہ مسلمان خود شریعت کی توھین کرتے ھیں ۔ چنانچہ دیکھو جنھوں نے ان دنوں روزے رکھے ھیں وہ کچھ دبلے نہیں ھو گئے اور جنہوں نے استخفاف کے ساتھ اس مہینے کو گزارا ھے وہ کچھ موٹے نہیں ھو گئے ۔ ان کا بھی وقت گزر گیا اور ان کا بھی زمانہ گزر گیا ۔ جاڑے کے روزے تھے صرف غذا کے اوقات کی ایک تبدیلی تھی ۔ سات آٹھ بجے نہ کھائی چار پانچ بجے کھا لی ۔ باوجود اس قدر رعایت کے پھر بھی بہتوں نے شعائر اللہ کی عظمت نہیں کی اور خدا تعالیٰ کے اس واجب التکریم مہمان کو بڑی حقارت سے دیکھا ۔ اس قدر آسانی کے مہینوں میں رمضان کا آنا ایک قسم کا معیار تھااور مطیع و عاصی میں فرق کرنے کے لئے یہ روزے میزان کا حکم رکھتے تھے ،،

(رودار جلسہ دعا صفحہ ۱۵)

(۲) ''روزہ دار کو خیال رکھنا چاھیئے کہ روزہ سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رھے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رھنا چاھیئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے ۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ھو کر ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاھیئے ۔ بد نصیب ھے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی ۔ جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ھے ایسا ھی روحانی روٹی روح کو قائم رکھتی ھے اور اس سے روحانی قوی تیز ھوتے ھیں ،،

(بحوالہ لیکچر لا الہ الا اللہ صفحہ ۴۳)

طابع نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا